حصہ دوم

قادیانیّت

www.MinhajBooks.com

اسلام میں توحید، ختم نبوت اور عقیدۂ آخرت جیسے بنیادی عقائد اساسی اہمیت کے حامل ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں اس لیے سعادت و نجاتِ دارین کے لیے ہر ایسا ضابطہ پیش کیا گیا ہے جس کا تعلق مندرجہ بالا اصولِ ثلاثہ سے ہے۔ یہ ایک ابدی اور دائمی حقیقت ہے کہ اسلام تمام امورِ دینیہ و دنیویہ کو اتمام و کمال تک پہنچا کر ان میں کسی قسم کے حذف و اضافہ اور ترمیم و تنسیخ کی نفی فرماتے ہوئے برملا اور بڑے شد و مد سے حضور رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کا واضح اعلان کرتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ختمِ نبوت کے مسئلہ کو اتنی اہمیت دی ہے اور قرآن و حدیث میں اس قدر صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اب کسی ذی ہوش اور صاحبِ عقل و خرد انسان کے لیے اس مسئلے کے بارے میں ایک لمحہ کے لیے بھی تردد اور شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔قرآن حکیم کی نصوصِ قطعیہ اور احادیث متواترہ سے بدیہی طور پر ثابت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ ﷺ کی آمد کے ساتھ ہی سلسلہ بعثت انبیاء و رُسل اپنے کمال کو پہنچ کر اختتام پذیر ہو چکا ہے۔اب قیامت تک نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ کوئی رسول۔ چنانچہ امتِ مسلمہ کا یہ متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے کہ جو شخص بھی آپ ﷺ کے بعد نبوت یا رسالت کا دعوٰی کرے گا وہ کذاب، دجال، کافر، مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔اب قیامت تک آپ ﷺ کی نبوت و رسالت ہی جاری و ساری رہے گی۔ اسی کا نام عقیدۂ ختم نبوت ہے۔

بلاشبہ ہمارے نزدیک ختمِ نبوت ہی کا دوسرا نام عشقِ رسول ﷺ ہے جو کہ ہر

مسلمان کے ایمان کی اساس ہے، اس لیے اس عقیدہ کی حفاظت اور پاسبانی میں اُمتِ مسلمہ کی زندگی مضمر ہے۔ اس غیر معمولی اہمیت کے پیشِ نظر امت ابتداء ہی سے اس عقیدہ کے بارے میں بہت حساس رہی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اسے یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے تصور ہی سے مسلمان کا رشتہ اپنے نبی ﷺ سے کٹ جاتا ہے۔ اسی لیے امت ہمیشہ دامنِ مصطفیٰ ﷺ کو آخری سہارا جانتے ہوئے مضبوطی سے تھامے رکھتی ہے۔ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ میں اسے پروا نہیں، جان جاتی ہے تو جائے مگر اس رشتہ مصطفوی پر آنچ نہ آنے پائے۔ یہی اس امت کی پہچان رہی ہے۔ بارہا ایسا ہوا کہ شمع رسالت کے پروانے ہر رشتے کو بالائے طاق رکھ کر یہ کہتے ہوئے دہلیزِ مصطفیٰ ﷺ پر نقدِ جاں ہار گئے

یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

سرفروشی و جاں نثاری کا یہی وہ لافانی جذبہ ہے جس سے باطل ہمیشہ لرزاں و ترساں رہتا ہے۔ اسلام دشمن قوتیں اس امر سے بھی بخوبی آگاہ ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ناموس کی بات آجائے تو مسلمان کے نزدیک جان جیسی متاعِ عزیز بھی بے معنی اور بے حقیقت ہوکر رہ جاتی ہے۔ باطل قوتیں یہ بات بخوبی جان چکی ہیں کہ جب تک مسلمان کے دل میں روحِ محمد ﷺ موجود ہے قومِ رسولِ ہاشمی کو شکست سے دوچار نہیں کیا جاسکتا۔ وہ اس حقیقت سے بھی آشنا ہیں کہ جسدِ امت میں جو روح و جان اور حرارت موجود ہے، وہ شعلہ عشقِ رسول ﷺ ہی سے فروزاں ہے۔

اس لیے باطل کی اوّل و آخر یہی کوشش رہتی ہے کہ امتِ مسلمہ کے باطن سے یہ حرارت بتدریج اس قدر کم کر دی جائے کہ اس کی رمق بھی باقی نہ رہے۔ اس کے لیے نت نئے ہتھکنڈے اور حربے استعمال کیے جاتے ہیں۔ مگر ان میں سب سے خطرناک ہتھکنڈہ وہ ہے جس کی نوعیت اور طریقہ واردات تو نہیں بدلتا مگر اس کا نام بدلتا رہتا ہے۔ کسی دور میں اس کا نام اَسود عنسی ہوتا ہے تو کبھی طلحہ اسدی، کبھی سجاح بنت حارث تو کبھی

مسلیمہ کذاب، کبھی بہاء اللہ تو کبھی مرزا غلام احمد قادیانی۔ موخر الذکر انگریز کا وہ خود کاشتہ پودا ہے جو قادیان کی زمین پر اگایا گیا، اور اس کی آب یاری انگریز حکومت کی نوازشات سے کی گئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ختمِ نبوت کے اجماعی عقیدہ کا انکار کرتے ہوئے دعویٰ نبوت کر دیا۔ یوں تو مرزا صاحب نے پے در پے کئی دعوے کیے جن کی ایک طویل فہرست ہے، لیکن کلیدی دعوے تین ہیں:

۱۔ دعوی وحی و الہام

۲۔ دعوی مسیحیت

۳۔ دعوی نبوت و رسالت

یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ مرزا صاحب کا ہر دعویٰ کبھی پوشیدہ اور کبھی کھلا اس قدر مختلف قسم کے تضاد، تناقض و تعارض کا آئینہ دار ہے کہ اس پر

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بو العجبیست

کہنا پڑتا ہے۔

مرزا قادیانی چند سکوں کے عوض اپنے ایمان کا سودا کر کے نہ صرف نسلوں کی نسلیں کفر و ارتداد، اور گمراہی و ضلالت کی دلدل میں اتار گیا بلکہ امت مسلمہ کے جسد میں وہ رسنے والا ناسور پیدا کر گیا جس کی چبھن اور جلن سے امت آج ایک صدی بعد بھی اسی طرح بے قرار ہے جس طرح پہلے تھی۔ قلبِ امت مسلمہ میں پیوست اس خنجر کا نام قادیانیت ہے۔ پچھلے سو سالہ دور میں امتِ مسلمہ کو جس قدر نقصان قادیانیت سے پہنچا ہے تاریخ کے اوراق میں اس کی نظیر ڈھونڈنا مشکل ہے۔ قادیانیت کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ اسلام پر اسلام کے نام سے وار اور مسلمانوں کو مار آستین بن کے ڈستی ہے۔

قادیانی امت عالم اسلام کے لیے بالعموم اور وطن عزیز کے لیے بالخصوص وہ خطرناک اور زہریلی اقلیت ہے جو محمد عربی ﷺ کے اسلام کو (معاذ اللہ) مردہ کہتے

ہوئے[۱] اپنے اوہام و فریب کو زندہ اسلام قرار دیتی ہے۔[۲]

امت مسلمہ کے لیے قادیانیت سب سے بڑا فتنہ اور سب سے بڑی آزمائش اس اعتبار سے ہے کہ یہ دجل و فریب سے سور کا گوشت بیچتی ہے لیکن گائے کا گوشت کہہ کر پیش کرتی ہے۔ پیش شراب کرتی ہے اور کہتی میٹھا شربت ہے، اسی لیے امت کو اس خطرناک دھوکے، فراڈ اور بلیک میلنگ سے بچانے کے لیے مکمل ایک صدی تک ملت اسلامیہ کے بہترین دماغ اپنی پوری صلاحیتیں بروئے کار لا کر اس کے خلاف نبرد آزما رہے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد امت نے سب سے بڑی اجتماعی قربانی اسی فتنہ کے سدباب کے لیے پیش کی ہے۔

امت مسلمہ مذہبی اور دینی محاذ پر اس اقلیت کے غیر مسلم، مرتد اور زندیق ہونے کے بارے میں ہمیشہ متفق رہی ہے اور اس کی حیثیت کے بارے میں امت کے کسی طبقہ کو کبھی بھی شک نہیں رہا مگر یہ شاید کم لوگوں کے علم میں ہوگا کہ یہ پراسرار اقلیت جس قدر دین و ایمان کے لیے خطرناک ہے اس قدر مملکت خداداد پاکستان کے لیے بھی زہر قاتل ہے۔

(۱) غلام احمد قادیانی، نجم الہدیٰ: ۱۰

(۲) اخبار ''الفضل'' قادیان، جلد: ۶، نمبر: ۳۲، مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء

باب اَوّل

مرزا غلام احمد قادیانی
کی
پیدائش اور اِبتدائی زندگی

www.MinhajBooks.com

www.MinhajBooks.com

زیرِ نظر باب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ذاتی زندگی، خاندانی پس منظر، پیدائش اور بچپن سے لے کر اِبتدائے شباب تک کے جو حالات قلم بند کیے گئے ہیں وہ مرزا صاحب اور ان کے پیروکاروں کی ان تحریروں سے ماخوذ ہیں جو ان کی مستند و معتبر کتب میں موجود ہیں۔ قارئین کرام کو یہ معلومات بہم پہنچانے کا مقصد یہ ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت کی شخصیت کو پوری جزئیات سمیت خود اس کی اور اس کے حواریوں کی تحریروں کی روشنی میں اجاگر کیا جاسکے اور اس کا کوئی گوشہ قاری کی نظر سے اوجھل نہ رہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش

مرزا صاحب اپنی پیدائش کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا اور یہ الہام کہ یَا آدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ جو آج سے بیس برس پہلے براہینِ احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔''(۱)

چونکہ مرزا صاحب کے ساتھ پیدا ہونے والا دوسرا بچہ لڑکی تھی اس لیے انہیں یہ وہم تھا کہ ان کے اندر بھی انثیّت کا مادہ موجود ہے چنانچہ انہوں نے اپنے اس خیال کا اظہار یوں کیا:

(۱) غلام احمد قادیانی، تریاق القلوب: ۳۵۱؛ روحانی خزائن، ۱۵: ۴۷۹

’’میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بکلّی الگ کر دیا۔‘‘(۱)

مرزا صاحب کی تاریخِ پیدائش کا معمہ

مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش کے متعلق متضاد بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ حتمی تاریخ کا علم خود مرزا صاحب کو اور ان کے اہل خانہ کو بھی نہیں۔ معروف یہی ہے کہ وہ لاہور کے شمال مشرق میں ۵۰، ۵۵ میل پر واقع ہندوستان کے ضلع گورداسپور کے ایک چھوٹے سے قصبہ قادیان میں ۱۳ فروری ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے، جب سکھ حکومت دم توڑ رہی تھی اور ہندوستان میں برطانوی اقتدار کا سورج طلوع ہو رہا تھا۔ اس دور کے متعلق ان کی اپنی تحریروں سے پتا چلتا ہے کہ جب ۱۸۵۷ کا ہنگامہ آزادی شروع ہوا تو اس وقت ان کی عمر سولہ سترہ سال تھی۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

’’میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ریش و برودت کا آغاز نہیں تھا۔‘‘(۲)

اپنی تاریخ پیدائش سے متعلق قادیانیت کے پیشوا کے بیان پر غیر تو غیر ٹھہرے ان کے اپنے بیٹے کو بھی اعتماد نہیں۔ وہ اسے صحیح تسلیم نہیں کرتا اور اپنے اختلاف کا اظہار اس طرح کرتا ہے:

’’لیکن بعد میں ان کے خاندان کے افراد میں ان کے سالِ ولادت کے بارے میں اختلاف پیدا ہوگیا تھا۔ پہلے نظریے کے مطابق سال ولادت ۱۸۳۶ء یا

(۱) یعقوب علی قادیانی، حیات النّبی، ۱: ۵۰

(۲) غلام احمد قادیانی، کتاب البریہ، حاشیہ: ۱۵۹؛ مندرجہ روحانی خزائن ۱۳: ۱۷۷

۱۸۳۷ء ہوسکتا ہے۔''[۱]

''ایک تخمینہ کے مطابق سال ولادت ۱۸۳۱ء ہوسکتا ہے۔''[۲]

''پس ۱۳ فروری ۱۸۳۵ عیسوی بمطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ ہجری بروز جمعہ والی تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔''[۳]

''جبکہ دیگر ۱۸۳۳ء یا ۱۸۳۴ء کو سال ولادت قرار دیتے ہیں۔''[۴]

''معراج دین نے تاریخ ولادت ۱۷ فروری ۱۸۳۲ء مقرر کی ہے۔''[۵]

مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش کا تعین ایک ایسا معمہ ہے جسے ان کا بیٹا بھی حل نہ کر سکا اور شش و پنج میں پڑ گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا نام و نسب اور خاندان

مرزا غلام احمد قادیانی کے نام و نسب اور خاندان کے بارے میں جاننا اس لیے ضروری ہے کہ کسی تنظیم اور تحریک کے بانی کے عزائم و مقاصد اور نظریات و خیالات اس کی شخصیت کے گرد گھومتے ہیں اور انہیں اس کی ذات سے الگ کرکے دیکھنا اور پرکھنا ممکن نہیں۔

مرزا صاحب کا نام غلام احمد، ماں کا نام چراغ بی بی، باپ کا نام غلام مرتضٰی، دادا کا نام عطا محمد اور پردادا کا نام گل محمد تھا۔ مرزا کے اس شجرۂ نسب سے اس کی اور اس کے آباء و اجداد کی نسل متعین کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن نظر آتا ہے کیونکہ مرزائے قادیان کو

---

(۱) مرزا بشیر احمد، سیرۃ المہدی، ۲: ۱۵۰

(۲) مرزا بشیر احمد، سیرۃ المہدی، ۲: ۷۴

(۳) مرزا بشیر احمد، سیرۃ المہدی، ۲:۷۶

(۴) مرزا بشیر احمد، سیرۃ المہدی، ۳: ۱۹۴

(۵) مرزا بشیر احمد، سیرۃ المہدی، ۳: ۳۰۲

خود معلوم نہیں کہ ان کی نسل اور خاندان کیا ہے؟ وہ اس حوالے سے تشکیک و ابہام کا شکار نظر آتے ہیں۔ اس کا ثبوت خود ان کی تحریریں ہیں۔ وہ اپنی اصل ونسل کے بارے میں متضاد بیانات دیتے ہیں اور کسی ایک نسل یا خاندان پر اکتفا نہیں کرتے۔ یہ بات عام قاری کے لیے حیرانی کا باعث ہے۔ ہم ذیل میں مرزا کی تحریروں کی روشنی میں ان کی نسل وخاندان معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۱۔ مغل برلاس

مرزا صاحب کی ایک تحریر کے مطابق ان کا تعلق مغل قوم اور اس کی شاخ برلاس سے تھا۔ وہ اپنی تصنیف ''کتاب البریہ'' کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

> ''اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضٰی اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور پڑدادا صاحب کا نام گُل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں ثمرقند سے آئے تھے۔''(۱)

۲۔ فارسی الاصل ہونے کا گمان

لیکن پھر انہیں جانے کیا سوجھی کہ قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی ﷺ کی کچھ نصوص کو پڑھتے ہی انہوں نے خود کو ان کا مصداق سمجھنا شروع کر دیا اور کچھ عبارتیں اپنے پاس سے گھڑ کر انہیں الہام قرار دے دیا۔ بعض احادیثِ مبارکہ میں حضور ﷺ نے فارس کا تذکرہ فرمایا اور محدثین کی اکثریت نے اس سے مراد امام اعظم ابو حنیفہؒ لیے ہیں کیونکہ وہ فارسی النسل تھے اور ان کی علمی خدمات کا ایک جہان معترف ہے اور یہ اعتراف صدیوں پر

(۱) غلام احمد قادیانی، کتاب البریہ، حاشیہ: ۱۴۴، ۱۴۵؛ روحانی خزائن، ۱۳: ۱۶۲، ۱۶۳

پھیلا ہوا ہے۔ لیکن مرزا صاحب نے خود ہی اسے اپنے بارے میں الہام بنا کر اپنے آباد اجداد کو فارسی الاصل قرار دینے کی کوشش کی۔ چنانچہ مذکورہ کتاب کے حاشیے میں لکھتے ہیں:

’’دوسرا الہام میری نسبت یہ ہے: لَوْ کَانَ الایْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَيَنَالُهُ رَجُلٌ مِنْ فَارَس۔ (۱) یعنی اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہیں جا کر اس کو لے لیتا۔ اور پھر تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے: إن الذين كفروا رد عليهم رجل من فارس شكر الله سعيه۔ یعنی جو لوگ کافر ہوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہے ان کے مذاہب کو رد کر دیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے۔ یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اوّلین فارسی تھے۔‘‘(۲)

اپنے خاندان کے حوالے سے اپنے اس خلافِ حقیقت بیان کی وہ خود ہی ایک جگہ نفی کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(۱) یہ حدیث اختلافِ الفاظ کے ساتھ صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں مذکور ہے۔ ’صحیح بخاری (۴: ۱۸۵۸، رقم: ۴۶۱۵)‘ میں بروایتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس طرح آئی ہے:

وضع رسول الله ﷺ يده على سلمان، ثم قال: لو كان الإيمان عند الثريا لناله رجال أو رجل من هؤلاء.

’صحیح مسلم (۴: ۱۹۷۲، رقم: ۲۵۴۶)‘ میں درج ذیل الفاظ مذکور ہیں:

لو كان الدين عند الثريا لذهب به رجل من فارس أو قال من أبناء فارس حتى يتناوله.

اس حدیث مبارکہ کی مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ہماری کتاب: ’اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ: اِمام الائمہ فی الحدیث (جلد اوّل)‘۔

(۲) غلام احمد قادیانی، کتاب البریہ، حاشیہ: ۱۳۵؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۱۳: ۱۶۳

’’یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا، ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں، اب خدا کی کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے، سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں، اسی کا علم صحیح اور یقینی اور دوسرے کا شکی اور ظنی۔‘‘(۱)

۳۔ بیک وقت اِسرائیلی اور فاطمی

مرزا قادیانی اس حد تک تضاد بیانی کا شکار ہیں کہ کبھی وہ مغلوں کی شاخ برلاس کہتے ہیں، پھر فارسی الأصل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور جب طبیعت اس پر بھی اکتفا نہیں کرتی تو بیک جنبشِ قلم خود کو اسرائیلی اور فاطمی بھی قرار دینے لگتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

’’خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی۔‘‘(۲)

۴۔ چینی النسل

اپنی نسل اور اصل کے بارے میں مرزا صاحب نے ایک اور پینترا بدلا اور خود کو چینی النسل ثابت کرنے لگے۔ اپنی کتاب ’’تحفہ گولڑویہ‘‘ میں لکھا:

’’میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ہیں۔‘‘(۳)

www.MinhajBooks.com

---

(۱) غلام احمد قادیانی، اربعین، حاشیہ: ۲۳؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۱۷: ۳۶۵

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی، ایک غلطی کا ازالہ: ۱۲؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۱۸: ۲۱۶

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی، تحفہ گولڑویہ: ۴۱؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۱۷: ۱۲۷

۵۔ بنی فاطمہ سے ہونے کا دعویٰ

مرزائے قادیان نے مہدی بننے کے چکر میں بھی اپنی نسل بدلنے کی تحریری کاوشیں کیں۔ بعض احادیث میں چونکہ امام مہدی کے خاندانی نسب کی نشاندہی بھی موجود ہے اس لیے مرزا صاحب نے بڑے ہی تکلف کے ساتھ بنی فاطمہ سے ہونے کا دعویٰ کیا:

’’میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں۔‘‘(۱)

۶۔ ایک معجون مرکب

مرزا صاحب اپنی خاندانی اصل کے بارے میں درجہ بالا متضاد معلومات بہم پہنچانے کے بعد خود ہی لکھتے ہیں:

’’اور میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے۔‘‘(۲)

۷۔ ہندو ہونے کا اعلان

ہندوستان میں اپنے اردگرد پھیلے ہوئے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے مرزا صاحب اپنا ناتہ ان سے بھی جوڑنے سے نہیں چوکتے بلکہ نت نئے دعوؤں کا ریکارڈ بناتے ہوئے اعلان کرتے ہیں:

’’پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے

(۱) غلام احمد قادیانی، نزول المسیح، حاشیہ: ۴۸؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۱۸: ۴۲۶

(۲) غلام احمد قادیانی، تریاق القلوب: ۱۵۸، ۱۵۹؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۱۵: ۲۸۶، ۲۸۷

ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں۔‘‘(۱)

۸۔ سکھ ہونے کا اعلان

مرزا صاحب نے سکھوں کے ساتھ بھی اپنا تعلق ظاہر کیا۔ چنانچہ سکھ ہونے کا اعلان اس تعارف کے ساتھ کرتے ہیں:

’’۸ ستمبر ۱۹۰۶ء بوقت فجر کئی الہام ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے امین الملک جے سنگھ بہادر۔‘‘(۲)

۹۔ آریوں کا بادشاہ ہونے کا اعلان

مرزا صاحب اپنے ایک الہام میں خود کو آریوں کا بادشاہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’یہ دعوی صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخر زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ۔(۳)

۱۰۔ رُدّر گوپال ہونے کا اعلان

’’جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رڈّر گوپال بھی کہتے ہیں

(۱) ا۔ غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی، تتمہ: ۸۵؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۵۲۱

۲۔ تذکرہ، مجموعہ الہامات مرزا: ۳۸۱

(۲) تذکرہ، مجموعہ الہاماتِ مرزا: ۴۷۲

(۳) غلام احمد قادیانی، تتمہ حقیقہ الوحی: ۸۵؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۵۲۲

www.MinhajBooks.com

(یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔‘‘(۱)

۱۱۔ نسلیں ہیں میری بے شمار

مختلف نسلیں تبدیل کرنے کے بعد وہ ایسی لفظی قلابازی کھاتے ہیں کہ عقل حیران اور ناطقہ سربگر یبان ہونے لگتا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار(۲)

۱۲۔ اعترافِ حقیقت

پھر ان تمام نسلوں پر خطِ تنسیخ پھیرتے ہوئے ایک اور چھلانگ لگاتے ہیں اور خود کو نوع انسانی سے نکال باہر کرتے ہیں اور اپنی حقیقت کا اعتراف یوں کرتے ہیں:

کِرم خاکی ہوں میں پیارے نہ میں آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور اِنسانوں کی عار(۳)

اس خلط مبحث سے بقول غالب:

اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

کے مصداق مرزا کی نسل کا مسئلہ ابھی تک لاینحل ہے، اس لیے ہم اس بحث کو یہیں سمیٹتے ہیں۔

www.MinhajBooks.com

(۱) غلام احمد قادیانی، تتمہ حقیقۃ الوحی: ۸۵؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۵۲۱

(۲) غلام احمد قادیانی، در ثمین: ۱۰۰

(۳) غلام احمد قادیانی، در ثمین: ۶۸

مرزا قادیانی کی جنس

مرزا صاحب کے بقول ان کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی کی موت کے ساتھ ہی ان سے انثیت کا مادہ کلیتًا الگ کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد مرزا صاحب کو اپنی مردانگی کا یقین ہو جانا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہوا، وہ بعد میں جنس مخالف ہونے کا دعویٰ کرتے رہے۔ اس کا سبب مرزا صاحب ہی جانتے ہوں گے ہم تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب ایک عجیب و غریب شخص تھے۔ بھول بھلیوں اور پہیلیوں کے شوقین حضرات کے لیے وہ گویا ایک پہیلی تھے وہ مرد تھے یا عورت؟ آپ بھی عقل آزمائیں۔ ان کی کہانی ان کی زبانی ملاحظہ کریں:

۱۔ ”الہام ہوا کہ تو فارسی جوان ہے۔“(۱)

۲۔ ”الہام ہوا سلامت بر تو اے مرد سلامت۔“(۲)

۳۔ لیکن اس کے بعد دعویٰ مردانگی سے منحرف ہو کر دعویٰ نسوانیت کرنے لگتے ہیں:

مرزا صاحب کا ایک مرید قاضی یار محمد اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسومہ ”اسلامی قربانی“ میں لکھتا ہے:

> ”حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔“(۳)

۴۔ ”خدا نے مجھے الہام کیا کہ تیرے گھر میں لڑکا پیدا ہو گا۔“(۴)

(۱) تذکرہ، مجموعہ الہامات: ۶۳۴

(۲) تذکرہ، مجموعہ الہامات: ۲۹۷

(۳) قاضی یار محمد، اسلامی قربانی، ٹریکٹ نمبر ۳۴، صفحہ: ۳۴

(۴) غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی: ۹۵؛ تذکرہ: ۱۴۴

۵۔ ’’بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔‘‘(۱)

مرزا کے ان الہامات سے کوئی بھی ذی شعور انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ان کی جنس کیا تھی؟ آیا وہ مرد تھے یا عورت یا پھر کچھ اور!

بچپن کی ’’سیرت‘‘ کے چند واقعات

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ والوں کا بچپن ان کی آئندہ زندگی کا ایک خوبصورت دیباچہ ہوتا ہے۔ لوگ ان کے بچپن سے ان کے سیرت و کردار کی ندرت اور عظمت کا اندازہ لگا لیتے ہیں، جبکہ اس کے برعکس مرزائے قادیان کا بچپن ’’ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات‘‘ کے مصداق ان کی آئندہ زندگی کا آئینہ دار اپنی نوعیت کا عجیب بچپن تھا۔ مرزا کی اوائل عمری کی ناقابل رشک سیرت کے چند گوشے قارئین کی نذر کیے جاتے ہیں۔

۱۔ چڑیوں کا شکار

مرزا صاحب بچپن میں چڑیاں شکار کرنے کے شوقین تھے۔ ان کا بیٹا مرزا بشیر احمد اپنی والدہ کے حوالے سے لکھتا ہے:

> ’’والدہ صاحبہ نے فرمایا ایک دفعہ چند بوڑھی عورتیں وہاں سے آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا، والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ میں سندھی کا مفہوم نہ سمجھ سکی آخر معلوم ہوا کہ سندھی سے مراد حضرت صاحب ہیں۔‘‘(۲)

مرزا بشیر احمد آگے لکھتا ہے:

---

(۱) غلام احمد قادیانی، تتمہ حقیقۃ الوحی: ۱۴۳؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۵۸۱

(۲) مرزا بشیر احمد قادیانی، سیرت المہدی، ۱: ۴۵

’’بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ہماری دادی ایم ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایم گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔‘‘(۱)

۲۔ روٹی پر راکھ کا سالن

مرزا صاحب بچپن میں روٹی پر راکھ بطور سالن رکھ کر کھا گئے۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

’’بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا، انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ دیا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی، حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے کھا لو، حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں لطیفہ ہو گیا۔‘‘(۲)

۳۔ مرزا صاحب کے دماغی خلل کا ایک اور واقعہ

مرزا بشیر احمد اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے دماغی خلل کا ایک اور واقعہ بیان کرتا ہے جو کسی لطیفے سے کم نہیں:

’’بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔

---

(۱) مرزا بشیر احمد قادیانی، سیرت المہدی، ۱: ۴۵

(۲) مرزا بشیر احمد، سیرت المہدی، ۱: ۲۴۵

میں گھر آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا؟ میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔‘‘(۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کو چوری کی عادت بچپن سے ہی تھی جو بڑھتے بڑھتے ختمِ نبوت کی عمارت مین نقب زنی پر منتج ہوئی۔

۴۔ شعبدہ بازی اور کیمیا گری کا شوق

۱۔ ’’لالہ بھین سین وکیل سیالکوٹ کا بیان ہے کہ جب میں اور مرز غلام احمد بٹالہ میں پڑھا کرتے تھے تو ان کی عادت تھی کہ مٹی کا ایک لوٹا (سبلو چہ گلی) پانی سے بھرواتے اور دو لڑکوں سے کہتے کہ اسے ہاتھ میں ایک ایک انگلی سے اٹھائے رہو۔ لڑکے انگلیوں کے سہارے لوٹے کو تھام لیتے اس کے بعد مرزا صاحب کیمیا کے نسخوں کی دوائیں جدا کاغذ کے پرزوں پر لکھ کر گولیاں بناتے اور ایک ایک گولی اس لوٹے میں ڈالتے جاتے اور ساتھ ہی کوئی اسم پڑھتے جاتے تھے، جس گولی کی نوبت پر لوٹا گھوم جاتا تھا، اس گولی کا نسخہ پڑھ کر علیحدہ رکھ لیتے تھے اور پھر اس نسخہ کا تجربہ کرتے تھے لیکن کیمیا گری میں کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔‘‘(۲)

۲۔ ’’مولوی محمد حسین بٹالوی اور مرزا قادیانی بٹالہ میں ہم سبق تھے، ایک مرتبہ مولوی محمد حسین، مرزا قادیانی اور چند لڑکے رات کے وقت قصبہ بٹالہ سے باہر کھیتوں میں قضائے حاجت کے لیے گئے۔ گرمی کا موسم تھا، جگنو اڑ رہے تھے۔ رفع

(۱) مرزا بشیر احمد، سیرت المہدی، ۱: ۲۴۴

(۲) چودھویں صدی کا مسیح: ۱۱، مطبوعہ امرتسر، ۱۳۲۴ھ

حاجت کے وقت ایک جگنو مرزا قادیانی کے گریبان میں آ گیا۔ مرزا صاحب نے اسے ہاتھ میں دبا لیا۔ جب سب لڑکے جمع ہوئے تو مرزا قادیانی نے ہم جولیوں سے کہا: دیکھو میرے پیرہن کے نیچے درخشاں چیز کیا ہے؟ اور کہا اگر اسی طرح کوئی شعبدہ کیا جائے تو لوگوں کو پھانسا جا سکتا ہے یا نہیں؟''(۱)

اوائلِ جوانی اور آوارگی

مرزا صاحب کی جوانی کا اوائل دور بھی کسی عام نوجوان سے کم نہیں۔ موصوف نے عمر کے اس سنہری دور میں خوب مزے کیے۔ درج ذیل واقعہ جس کی راویہ مرزا صاحب کی اپنی اہلیہ اور ناقل صاحبزادے ہیں اس بات کا واضح ثبوت ہے:

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود تمہارے دادا کی پنشن مبلغ ۷۰۰ روپے وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو آپ کو بھلا پھسلا کر اور دھوکا دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور جگہ چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے۔''(۲)

آج سے قریباً سوا سو سال قبل ۷۰۰ روپیہ ایک خطیر رقم تھی۔ اتنی رقم کو کہاں اڑا کر ختم کر دیا؟ اس کا جواب سوائے ''آوارگی'' کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

ابتدائی تعلیم

یہ ایک مسلمہ حقیقت اور طے شدہ امر ہے کہ نبی کا اس دنیا میں کوئی استاد نہیں

(۱) مولانا ابو القاسم رفیع دلاروی، رئیس قادیان: ۱۶
(۲) مرزا بشیر احمد قادیانی، سیرۃ المہدی، ۱: ۳۴، ۳۵

ہوتا، بلکہ وہ براہ راست اللہ رب العزت سے فیض حاصل کرتا ہے۔ نبی کی تعلیم و تربیت کا انتظام و انصرام اللہ پاک خود فرماتا ہے، انبیاء کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ کسی نبی نے دنیوی مکتب میں استاد کے آگے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا، نبوت کی یہ ایک ایسی تسلیم شدہ علامت ہے کہ مرزا قادیانی کو بھی یہ ڈھونگ رچانے کے لیے کہ اس کا کوئی استاد نہیں یہ مضحکہ خیز اعلان کرنا پڑا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اسے ثابت نہیں کر سکا بلکہ اس بات میں اپنے جھوٹے ہونے کی اک اور شہادت رقم کر گیا۔ مرزا صاحب اپنے بارے میں رقم طراز ہیں:

’’سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے۔ کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلاواسطہ میرے پر کھولے گئے۔‘‘(۱)

اس دعویٰ کی تکذیب مرزا صاحب کی اپنی خود نوشت سے ہوتی ہے جو درج ذیل ہے:

’’بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا، جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں

(۱) غلام احمد قادیانی، ایام الصلح: ۱۴۷؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۱۴: ۳۹۴

کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لیے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں پڑھیں اور کچھ قواعدِ نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ کے علومِ مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔''(۱)

طب کا علم انہوں نے اپنے والد صاحب سے پڑھا جو ایک مجرب و حاذق طبیب تھے۔

''اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔''(۲)

انہیں اپنے زمانہ طالب علمی میں کتابوں سے گہرا شغف تھا وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''اور ان دنوں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے۔''(۳)

www.MinhajBooks.com

(۱) غلام احمد قادیانی، کتاب البریہ، حاشیہ: ۱۶۱؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۱۳: ۱۷۹-۱۸۱

(۲) غلام احمد قادیانی، کتاب البریہ، حاشیہ: ۱۶۳؛ روحانی خزائن، ۱۳: ۱۸۱

(۳) غلام احمد قادیانی، کتاب البریہ، حاشیہ: ۱۶۳؛ روحانی خزائن، ۱۳: ۱۸۱

لیکن ان کو اپنے والد کے اصرار پر تعلیمی سلسلہ منقطع کر کے اپنی آبائی زمینوں کے حصول کے لیے تگ و دو اور عدالتی کارروائیوں میں مصروف ہونا پڑا جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

’’میرے والد صاحب اپنے بعض آباؤ واجدا کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لیے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا اس لیے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا تھا۔‘‘(۱)

مرزا قادیانی کا جھوٹ

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میرا کوئی استاد نہیں، ایسا جھوٹ ہے جو تاویلات کے ہزار پردوں میں بھی چھپائے نہیں چھپتا۔ اب جھوٹے کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیے یہ بھی مرزا صاحب خود ہی بتائیں گے۔

جھوٹے کے بارے میں مرزا صاحب کے اپنے اَقوال

جھوٹے کے بارے میں مرزا صاحب کے چند اپنے اقوال درج ذیل ہیں:

۱۔ ’’ظاہر ہے جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘(۲)

(۱) غلام احمد قادیانی، کتاب البریہ، حاشیہ: ۱۶۴؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۱۳: ۱۸۲

(۲) غلام احمد قادیانی، چشمہ معرفت: ۲۲۲؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۲۳: ۲۳۱

۲۔ ’’اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتانے کے لیے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔‘‘(۱)

۳۔ ’’جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔‘‘(۲)

پہلی شادی

مرزا صاحب کی عمر پندرہ سال تھی اور وہ ابھی زمانہ طالب علمی میں تھے کہ ان کی شادی اپنے ماموں مرزا جمعیت بیگ کی بیٹی، مرزا شیر علی ہوشیار پوری کی ہمشیرہ سے کر دی گئی۔ مرزا صاحب کی اس بیوی سے دو لڑکے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد پیدا ہوئے۔(۳)

مرزا قادیانی کے سوانح نگار ڈاکٹر بشارت احمد کے مطابق اس شادی کے وقت مرزا صاحب کی عمر ۱۹ سال تھی، وہ اس اختلاف کا سبب مرزا صاحب کی تاریخِ پیدائش میں اختلاف کو قرار دیتا ہے۔(۴)

ملازمت

مرزا قادیانی نہ صرف دنیاوی تعلیم حاصل کرتے رہے بلکہ اس سے فائدہ اٹھایا اور ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک چار سال ڈپٹی کمشنر آفس سیالکوٹ میں ملازمت کرتے

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی، تحفہ گولڑویہ: ۲۰؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۱۷: ۵۶

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی، تحفہ گولڑویہ، حاشیہ: ۲۰؛ مندرجہ روحانی خزائن، ۱۷: ۵۶

(۳) مرزا بشیر احمد، سیرۃ المہدی، ۲: ۱۵۰

(۴) ڈاکٹر بشارت احمد، مجدد اعظم، ۱: ۲۵

رہے۔ مرزا محمود احمد اپنے والد کے بارے میں کہتا ہے:

’’اور ایسا ہوا کہ ان دنوں میں آپ گھر والوں کے طعنوں کی وجہ سے کچھ دنوں کے لیے قادیان سے باہر چلے گئے اور سیالکوٹ جا کر رہائش اختیار کر لی تو گزارہ کے لیے ضلع کچہری میں ملازمت بھی کر لی۔‘‘(۱)

گھر والوں کے طعنے کس بات پر تھے؟ اس بارے میں مرزا محمود کی خاموشی صورتحال کو پراسرار بنا دیتی ہے۔

مرزا بشیر احمد اپنے والد کی ملازمت کے بارے میں نقل کرتا ہے:

’’چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ۔ حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے ...... خاکسار عرض کرتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔‘‘(۲)

ملازمت کے دوران مرزا صاحب ترقی کے لیے کوشاں رہے مگر ترقی کے لیے ضروری امتحان میں فیل ہو گئے۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

’’چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری کے لیے قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا، پر اس امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔‘‘(۳)

(۱) تحفہ شہزادہ ویلز: ۳۴۱ بحوالہ رئیس قادیان
(۲) مرزا بشیر احمد، سیرۃ المہدی، ۱: ۴۵، روایت نمبر: ۴۹
(۳) مرزا بشیر احمد، سیرۃ المہدی، ۱: ۱۳۸، روایت نمبر: ۱۵۰

انگریزی خوانی

دورانِ ملازمت مرزا صاحب نے دو کتابیں انگریزی کی بھی پڑھیں۔ مرزا بشیر احمد اس حوالے سے لکھتا ہے:

> ’’اسی زمانہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدراس تھے، کچہری کے ملازم منشوں کے لیے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں، استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔‘‘(۱)

مرزا صاحب کا انگریزی پڑھنا یقیناً ملازمت میں ترقی اور قربِ شاہی کی خاطر تھا، ترقی تو مل نہ سکی مگر قربِ شاہی میں بہت آگے تک پہنچ گئے۔

مختاری کا امتحان

مرزا صاحب نے وکیل بننے کی غرض سے مختاری کا امتحان بھی دیا مگر ناکام ہو گئے۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

> ’’چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیوں کر ہوتے، وہ دنیوی اشغال کے لیے بنائے نہیں گئے تھے۔‘‘(۲)

یہ دنیاوی امتحانوں میں ناکامی مرزا صاحب کو انگریز کے در پر لے گئی اور

(۱) مرزا بشیر احمد قادیانی، سیرۃ المہدی، ۱: ۱۳۷، روایت نمبر: ۱۵۰

(۲) مرزا بشیر احمد، سیرۃ المہدی، ۱: ۱۳۸؛ روایت نمبر: ۱۵۰

وفاداری بشرط استواری کی بدولت دیکھتے ہی دیکھتے وہ سلطنت برطانیہ کے منظور نظر بن گئے۔ قادیان کے مدعی نبوت مرزا غلام احمد کی ابتدائی زندگی سے ان کی آئندہ کی زندگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ بچپن میں چڑیوں کا شکار کر کے انہیں سرکنڈے سے ذبح کرنے والے مرزا صاحب عمر بھر سادہ لوح مسلمانوں کا شکار کر کے ان کے عقائد کو اپنے مکر و فریب کی چھری سے ذبح کرتے رہے۔

www.MinhajBooks.com

باب دُوُم

مرزائے قادیاں کا ختم نبوت کی نسبت اِبتدائی عقیدہ

www.MinhajBooks.com

www.MinhajBooks.com
منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

اس سے پہلے ہم معروف ائمہ لغت، ائمہ تفسیر و حدیث اور اکابر علمائے امت کے اقوال کی روشنی میں لفظِ **خاتم النبیین** کے معنی ''آخری نبی اور سلسلۂ نبوت و رسالت کو ختم کرنے والا' بیان کر چکے ہیں جس پر تمام امتِ مسلمہ کا ہمیشہ سے اجماع چلا آ رہا ہے۔ دعویٰ نبوت کا ارادہ کرنے سے پہلے مرزا صاحب مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت سے وابستہ تھے اور ان کا عقیدہ بھی وہی تھا جو قرآن و سنت پر مبنی جمہور مسلمانوں اور ائمہ اعلام کا عقیدہ ہے۔ وہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کرتے اور ختم نبوت سے آخری نبوت مراد لیتے تھے۔ ان کے نزدیک بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد مدعیٔ نبوت کافر، کذّاب، بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج تھا۔ جب انہوں نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر خود دعویٰ نبوت کا ارادہ کر لیا جو ان کے اپنے خبثِ باطن اور پراگندہ ذہن کی پیداوار تھا یا بین الاقوامی طاغوتی و سامراجی طاقتوں کے اس منصوبے کا حصہ تھا جو وہ اسلام کو نقصان پہنچانے اور وحدتِ امت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے پروان چڑھا رہے تھے یا داخلی اور خارجی دونوں عوامل اس میں بیک وقت جمع ہو گئے تھے۔ غرض اس کے پیچھے عوامل چاہے جو بھی کارفرما ہوں، یہ بات واضح ہے کہ انہوں نے باطن میں خود ساختہ باطل نبوت کے دعویٰ کا ارادہ کر لیا تھا، اسی بنا پر انہوں نے براہ راست دعویٰ نبوت سے پہلے ختم نبوت کے معنی کو بدلا اور خاتم النبیین کے معنی کی نئی تعبیر شروع کی۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر قطعیت کے ساتھ وہ جو کچھ لکھ چکے تھے اور اس کے منکر کو خارج از اسلام قرار دے چکے تھے، چونکہ یہ سب کچھ ریکارڈ پر تھا، لہٰذا اب نئی باطل نبوت کے دعویٰ کو جواز فراہم کرنے کے لیے انہوں نے اپنے پچھلے بیان کردہ موقف اور نئے عزائم اور ارادوں کے درمیان ایک تسلسل قائم کرنا ضروری سمجھا۔

اس دوران انہوں نے اپنی تحریروں میں ختم نبوت کے بیان کردہ معنی و مفہوم سے تدریجاً انحراف کیا اور اپنی جھوٹی نبوت کی راہ ہموار کرنے کے لیے بتدریج پہلے مؤقف سے منحرف ہوگئے اور بالآخر معنوی انحراف کرتے ہوئے اسے نئے معنی پہنائے اور ایک ایسا موقف اختیار کرلیا جو سابقہ مؤقف سے یکسر متضاد تھا۔ یہ تحریف اس لیے کی تاکہ ختم نبوت اور خاتم النبیین کا نیا معنی ان کے اپنے اقوال اور وضاحتوں سے ان کو ماننے والے لوگوں کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے۔ اس کا ذکر ہم اگلے باب میں کریں گے کہ کس طرح ان کی نئی تحریریں سابقہ موقف سے انحراف پر دلالت کرتی ہیں۔

اس باب میں ہم مرزائے قادیان کی ان تحریروں سے ماخوذ چند عبارات بطور حوالہ پیش کرتے ہیں جن میں انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار اور اس پر ایمان کا بڑی شدت سے اظہار کیا یہاں تک کہ اس کے منکر کو خارج از اسلام اور کافر قرار دیا۔

لفظِ خاتم کی معنوی تفسیر: جس کے بعد کوئی نہ آئے

ابتدائی دور میں مرزا صاحب کے نزدیک خاتم کا معنی کیا تھا وہ ان کی درج ذیل عبارت سے ظاہر ہے اور اس کے واضح ہونے میں کسی کو کوئی کلام نہیں ہوسکتا:

> ’’میرے ساتھ (جڑواں) ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اس لیے میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔‘‘(۱)

مرزا صاحب کے مذکورہ بیان سے صاف واضح ہورہا ہے کہ ان کے نزدیک آخر کے معنی ’’سب سے آخر میں آنے والا، جس کے بعد کوئی دوسرا نہ ہو‘‘ ہی تھے۔

(۱) غلام احمد قادیانی، تریاق القلوب: ۳۵۱

حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر محکم ایمان

دعوی نبوت سے قبل مرزا صاحب جیسا کہ ان کی تحریروں سے واضح ہے حضور نبی مکرّم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی مانتے تھے۔ ان کا خود اپنا تحریر کردہ موقف ملاحظہ ہو:

۱۔ ''نہ مجھے دعوی نبوت و خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات و ملائکہ اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں میں آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل ہوں اور یقین کامل سے جانتا ہوں۔ اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ خاتم الانبیاء اور حضور ﷺ کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا اور قرآن کا ایک شوشہ ایک نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔''(۱)

۲۔ مرزا صاحب کے ابتدائی موقف کا حتمی اظہار ان کی درج ذیل تحریر سے بھی ہوتا ہے:

ولا يجئ نبی بعد رسول الله ﷺ وهو خاتم النبيين بعد و ما كان لأحد أن ينسخ القرآن بعد تكميله.(۲)

''پھر رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آ سکتا کیونکہ آپ خاتم انبیاء ہیں اور کوئی قرآن کو اس کی تکمیل کے بعد منسوخ نہیں کرسکتا۔''(۳)

۳۔ ختم نبوت سے متعلق ایک حدیث اور قرآنی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے مرزا

---

(۱) غلام احمد قادیانی، نشان آسمانی: ۳۰، مندرجہ روحانی خزائن، ۴: ۳۹۰

(۲) غلام احمد قادیانی، حمامة البشری: ۳۲، مندرجہ روحانی خزائن، ۷: ۱۹۹

(۳) غلام احمد قادیانی، حمامة البشری، مترجم: ۷۶

صاحب لکھتے ہیں:

’’آنحضرت ﷺ نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے بھی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔‘‘(۱)

۴۔ اپنی کتاب ’’تحفہ گولڑویہ‘‘ میں ختمِ نبوتِ محمدی ﷺ سے جو وہ مراد لیتے تھے اس کو یوں بیان کیا:

’’ایسا ہی آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ میں صریح نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ فرمایا ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔‘‘(۲)

۵۔ اپنی کتاب ’’اِزالہ اوہام‘‘ میں اسی موقف کی وضاحت میں مزید لکھا:

’’اکیسویں آیت یہ ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُوْلَ اللهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم دنیا میں نہیں آ سکتا کیونکہ مسیح ابن مریم

---

(۱) غلام احمد قادیانی، کتاب البریہ حاشیہ: ۹۹، ۱۰۰، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۷: ۲۱۷، ۲۱۸

(۲) غلام احمد قادیانی، تحفہ گولڑویہ: ۸۸، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۷: ۱۷۴

رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے۔‘‘(۱)

۶۔ اپنی کتاب ’’اَیامِ صلح‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث **لانبی بعدی** میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرات اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔‘‘(۲)

۷۔ مرزا صاحب ایک جگہ بطور گواہی اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

’’اور اصل حقیقت جس کی میں **عَلٰی رُؤُسِ الْاَشْهَاد** گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔‘‘(۳)

۸۔ ختمِ نبوت کا ثبوت فرمانِ رسول ﷺ - **لا نبی بعدی** - کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’ایسا ہی آپ نے لَا نَبِیَّ بَعْدِی کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا

(۱) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۶۱۴، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۴۳۲

(۲) غلام احمد قادیانی، ایام صلح: ۱۴۶، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۴: ۳۹۲، ۳۹۳

(۳) غلام احمد قادیانی، انجام آتھم حاشیہ: ۲۷

قطعاً دروازہ بند کردیا۔‘‘(۱)

۹۔ ختم نبوت پر اپنے ایمان کا اظہار مزید ان الفاظ میں کرتے ہیں:

’’ہمارا یہ ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔‘‘(۲)

۱۰۔ حقیقۃ الوحی میں کسی شک وشبہ کا امکان رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اللہ وہ ذات ہے جو رب العالمین ہے اور رحمٰن اور رحیم ہے جس نے زمین اور آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔‘‘(۳)

۱۱۔ اپنی کتاب چشمۂ معرفت میں حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے بارے میں قطعیت کے ساتھ لکھتے ہیں:

’’آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔‘‘(۴)

۱۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ختمِ نبوت پر اپنے عقیدہ کے بارے میں یقین دہانی کراتے ہوئے اسی کتاب میں اپنے اسی موقف کی تائید میں لکھتے ہیں:

’’ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ واقعی اور حقیقی طور پر یہ امر ہے کہ ہمارے سید ومولا

www.MinhajBooks.com

(۱) غلام احمد قادیانی، ایام الصلح: ۱۵۲
(۲) غلام احمد قادیانی، اربعین نمبر ۴: ۶
(۳) غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی: ۱۴۵
(۴) غلام احمد قادیانی، چشمہ معرفت: ۸۲، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۳: ۹۰

آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔‘‘(۱)

۱۳۔ جامع مسجد دہلی میں عقیدۂ ختم نبوت کا اقرار کرتے ہوئے کہا:

’’ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلِ سنت والجماعت کا مذہب ہے ...... اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔‘‘(۲)

۱۴۔ سلسلہ رسالت کے حضور نبی اکرم ﷺ پر ختم ہونے کا اعلان اور اس پر اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

’’میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے ...... اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔‘‘(۳)

(۱) غلام احمد قادیانی، چشمہ معرفت، حاشیہ: ۳۲۵، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۳: ۳۴۰

(۲) ۱۔ غلام احمد قادیانی، مجموعہ اشتہارات، ۱: ۲۵۵
۲۔ تبلیغ رسالت، ۲: ۴۴، مولفہ میر قاسم علی قادیانی
۳۔ غلام احمد قادیانی، آسمانی فیصلہ: ۲، مندرجہ روحانی خزائن، ۴: ۳۱۳

(۳) ۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی، آئینہ کمالات اسلام: ۲۱
۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی، روحانی خزائن‘۵: ۲۱

”اللہ کو شایان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے“

مرزا صاحب خود کسی اور نبوت سے انکار اور ختم نبوت پر اقرار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”اور اللہ کو شایان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سرِنو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے۔“(۱)

حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد انقطاعِ وحی پر یقین کا اظہار

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد وحی ربّانی کے انقطاع پر یقین کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد ﷺ پر ختم ہوگئی۔“(۲)

۲۔ اپنی کتاب ”حمامۃ البشریٰ“ میں اپنا عقیدہ پہلے عربی اور پھر اردو میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ما کان محمّد أبا أحد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین. الا تعلم انّ الربّ الرّحیم المتفضل سمّی نبیّنا صلّی اللہ علیه و سلّم خاتم الأنبیاء بغیر إستثناء وفسره نبیّنا فی قوله لا نبي بعدی ببیان واضح للطّالبین ولو جوّزنا ظهور نبیّ بعد نبیّنا صلّی اللہ علیه و سلّم لجوزّنا ظهور الفتاح باب وحی النبوّة بعد تغلیقها

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی، آئینہ کمالات اسلام: ۳۷۷

(۲) غلام احمد قادیانی، مجموعہ اشتہارات، ۱: ۲۳۰، مورخہ ۱۲ اکتوبر، ۱۸۹۱ء

و هذا خلاف كما لا يخفى على المسلمين. و كيف يجئ نبيّ بعد رسولنا صلّى الله عليه وسلّم وقد انقطع الوحى بعد وفاته وختم الله به النبيين. (۱)

مذکورہ بالا عبارت کا ترجمہ مرزا صاحب کے الفاظ میں ہی ملاحظہ ہو:

’’محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی ﷺ کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم انبیاء رکھا اور آنحضرت ﷺ نے لا نبی بعدی کے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کو بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے جبکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ نے آپؐ کے ذریعے نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔‘‘(۲)

۳۔ اپنی کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں مرزا صاحب قیامت تک وحی نبوت کے انقطاع کے حوالے سے لکھتے ہیں:

’’مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ یہ آیت بھی صاف دلالت کرتی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا اور اب وحی و رسالت تا قیامت منقطع ہے۔‘‘(۳)

(۱) غلام احمد قادیانی، حمامة البشری: ۳۴
(۲) غلام احمد قادیانی، حمامة البشری (مترجم): ۸۱-۸۴
(۳) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۶۱۴

۴۔ اسی کتاب میں مزید لکھتے ہیں:

’’ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل کو بعد وفاتِ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لیے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسول ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔‘‘(۱)

۵۔ مرزا صاحب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں مزید لکھتے ہیں:

’’قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔‘‘(۲)

۶۔ وحی رسالت پر مہر لگنے کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اور کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آ سکتا۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبریل ہے اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئے کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبریل کے ذریعہ سے حاصل کیے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔‘‘(۳)

(۱) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۵۷۷، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۴۱۲

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۷۶۱، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۵۱۱

(۳) ۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۵۳۴

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی، روحانی خزائن، ۳: ۳۸۷

مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت سے صریحاً انکار

۱۔ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کا انکار کرتے ہوئے وضاحت کی:

”میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں، یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے۔ میں تو محمدی اور کامل طور پر اﷲ اور رسول کا متبع ہوں اور ان نشانیوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانیوں کا نام کرامات ہے جو اﷲ کے رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں۔“(۱)

۲۔ ”میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر ...... اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔“(۲)

۳۔ ”میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب و الحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جب کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔“(۳)

حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت ہی نہیں

۱۔ مرزا صاحب اپنا مبنی برحق موقف تحریر کرتے ہیں:

”پس اگر ہمارے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو سب آئندہ زمانوں سے اور ان کے رہنے والوں سے علاج اور اصلاح کے لحاظ سے مناسبت نہ ہوتی تو یہ

(۱) غلام احمد قادیانی، جنگ مقدس: ۷۴، روحانی خزائن، ۶: ۱۵۶

(۲) ۱۔ تبلیغ رسالت، ۲: ۲۲، مولفہ، میر قاسم علی قادیانی

۲۔ مجموعہ اشتہارات، ۱: ۲۳۰، مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء

(۳) ۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی، حمامۃ البشری: ۹۶

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی، روحانی خزائن، ۷؛ حاشیہ: ۲۹۷

نبی عظیم ان کی اصلاح اور علاج کے لیے قیامت تک کے لیے مبعوث نہ ہوتے۔ پس محمد ﷺ کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کی برکات نے ہر زمانہ کا احاطہ کر لیا ہے۔‘‘(۱)

۲۔ اکمال دین کے حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے حوالے سے کوئی ابہام نہ رہنے دیا اور اپنے عقیدے کو یوں بیان کیا:

’’حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔‘‘(۲)

۳۔ مرزا صاحب نے حضور نبی اکرم ﷺ کی شان ختمیت کے حوالے سے مزید تاکید کے ساتھ کہا:

’’پس بلا شبہ ہمارے نبی ﷺ روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کی تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے۔‘‘(۳)

۴۔ نبوتِ محمدی ﷺ کی ہمہ گیریت اور آفاقیت کو بیان کرتے ہوئے کہا:

’’تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی

---

(۱) ۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی، حمامة البشریٰ (مترجم): ۱۷۹-۱۸۰
۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی، روحانی خزائن، ۷: ۲۴۳، ۲۴۴
(۲) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۱۳۷، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۱۶۹-۱۷۰
(۳) غلام احمد قادیانی، لیکچر اسلام سیالکوٹ: ۶، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۰: ۲۰۷

حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ ہی اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لیے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیے تھا کیونکہ جس چیز کے لیے ایک آغاز ہے اس کے لیے ایک انجام بھی ہے۔‘‘(۱)

۵۔ حضور نبی اکرم کی تعلیمات کو کامل قرآن کو خاتم الکتب اور آپ کو خاتم الانبیاء قرار دیتے ہوئے کہا:

’’انبیاء علیھم السلام کی تعلیم وقت اور موقعہ کے حسب حال ہوتی ہے، لیکن آنحضرت ﷺ کے وقت چونکہ ہر قسم کے فساد کمال تک پہنچ چکے تھے اس لیے ان کی اصلاح کے لیے جو تعلیم دی گئی وہ کامل تھی یہی وجہ ہے کہ خاتم الکتب قرآن مجید نازل ہوا اور آپ پر نبوت ختم ہوگئی۔‘‘(۲)

حضور ﷺ کے بعد ہر مدعیِ نبوت دائرۂ اسلام سے خارج ہے

اس مضمون کی توضیح میں کہ دعویٰ نبوت سے قبل مرزا صاحب کس طرح سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کے منکر اور آپ ﷺ کے بعد نبوت کے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے:

۱۔ اس حوالے سے بشرح صدر لکھتے ہیں:

’’اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت و الجماعت مانتے ہیں۔ میں کلمۂ طیبہ - لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ - کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں

(۱) غلام احمد قادیانی، الوصیت: ۱۳، روحانی خزائن، ۲۰: ۳۱۱

(۲) غلام احمد قادیانی، ملفوظات احمدیہ، ۹: ۷۸

نبوت کا مدعی نہیں بلکہ اس کے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔‘‘(۱)

۲۔ مرزا صاحب دوسری جگہ اپنے خیالات کا اظہار مزید وضاحت کے ساتھ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

’’ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و الجماعت کا مذہب ہے ......اب میں مفصلاً ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔‘‘(۲)

حضور ﷺ کے بعد ہر مدعیِ نبوت کافر و کذّاب ہے

۱۔ مرزا صاحب کے نزدیک حضور ختمی مرتبت ﷺ کی شانِ ختمیت کا منکر کافر اور کذاب ہے وہ اس باب میں اپنا نقطۂ نظر بیان کرتے ہیں:

’’میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جو اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جانب محمد پر ختم ہوگئی۔‘‘(۳)

(۱) غلام احمد قادیانی، آسمانی فیصلہ: ۲
(۲) مرزا غلام احمد قادیانی، مجموعہ اشتہارات، ۱: ۲۵۵
(۳) ۱۔ اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی، مجموعہ اشتہارات، ۱: ۲۳۰، مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء
۲۔ تبلیغ رسالت، ۲: ۲

۲۔ ایک اور مقام پر مرزا صاحب مستقبل میں کیے جانے والے دعویٰ نبوت کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ما كان لي أن أدعى النبوة وأخرج من الإسلام والحق بقوم كافرين.(۱)

’’میرے لیے جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں سے مل جاؤں۔‘‘ (۲)

۳۔ اپنی کتاب ’’انجام آتھم‘‘ میں دعویٰ نبوت کو افترا پردازی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولكن رسول الله وخاتم النبيين کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نبی اور رسول ہوں۔‘‘(۳)

’’مرزا صاحب قرآن حکیم کو خاتم کتبِ سماوی مانتے تھے

۱۔ قرآن حکیم کو آخری وحی اور کتبِ سماویہ کی خاتم قرار دیتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

’’اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتبِ سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نکتہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوا

(۱) غلام احمد قادیانی، حمامة البشری: ۹٦

(۲) غلام احمد قادیانی، حمامة البشری، مترجم: ۲۸۲، مندرجه روحانی خزائن، ۷: ۲۹۷

(۳) غلام احمد قادیانی، انجام آتم: ۲۷، مندرجه روحانی خزائن، ۱۱: ۲۷، حاشیه

مر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا اور اب کوئی ایسی وحی اور ایسا الہام من جانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کو تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے خیال سے جماعت مومنین سے خارج اور کافر اور ملحد ہے۔‘‘(۱)

کوئی قرآن کو منسوخ نہیں کر سکتا

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن حکیم ہدایتِ ابدی کی حامل آخری کتاب ہے۔ کوئی اسے کسی طرح بھی منسوخ نہیں کر سکتا، اس میں ترمیم یا تحریف نہیں کر سکتا۔ دعویٰ نبوت سے قبل مرزا صاحب کا عقیدہ بھی یہی تھا، ان کی تحریر ملاحظہ ہو:

ولا نبي بعد رسول الله ﷺ و هو خاتم النبين و ما كان لأحد ان ينسخ القرآن بعد تكميله.(۲)

’’پھر رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آسکتا کیونکہ آپ خاتم انبیاء ہیں اور کوئی قرآن کو اس کی تکمیل کے بعد منسوخ نہیں کر سکتا۔‘‘

لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں لَا نفیِ عموم کے لیے ہے

مرزا صاحب حدیث لا نبی بعدی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حدیث پاک میں لا نفی عموم کے لیے ہے، اس لیے آپ ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

’’قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن

(۱) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام، ۱۳۷۔ ۱۳۸، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۱۶۹۔ ۱۷۰

(۲) غلام احمد قادیانی، حمامۃ البشریٰ، مترجم: ۴۶

ختم نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرات اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔‘‘(۱)

مرزا صاحب کی اس تحریر سے ان کا وفات مسیح اور انکار نزول مسیح کا عقیدہ ظاہر ہو رہا ہے۔ ہم نے ان کے اس بے بنیاد عقیدے کا رد الگ باب میں تفصیلی دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے جو آگے آ رہا ہے۔

دعویٰ نبوت سے اللہ کی پناہ

اس اوائل دور میں مرزا صاحب غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت سے اللہ کی پناہ مانگی ہے۔ اس دور میں حضور نبی اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے بارے میں ان کے اور جملہ مسلمانوں کے عقیدے میں کامل ہم آہنگی پائی جاتی تھی جس کا اظہار ان کی اس تحریر سے بھی ہوتا ہے:

فلا تظن یا اخی انی قلت کلمة فیه رائحة ادعاء النبوة کما فهم المتهورون فی ایمانی و عرضی بل کلما قلت انما قلتها تبییناً لمعارف القرآن و دقائقه انما الاعمال بالنیات و معاذ الله ان ادعی النبوة بعد ما جعل الله نبینا و سیدنا محمد المصطفی ﷺ

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی، ایام صلح: ۱۴۶، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۴: ۳۹۲۔ ۳۹۳

خاتم النبیین.(۱)

’’اے میرے بھائی تو یہ خیال نہ کر کہ میں نے کوئی ایسی بات کی ہے جس میں دعویٰ نبوت کی بو بھی پائی جاتی ہو جیسا کہ میرے ایمان اور میری عزت پر حملہ کرنے والوں نے سمجھا ہے بلکہ جب کبھی میں نے یہ کلمہ کہا ہے تو وہ معارف اور دقائق قرآنیہ کو بیان کرنے کے لیے کہا ہے اور اعمال کا دارومدار نیات پر ہے اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیا۔‘‘

مدعی نبوت پر لعنت

ایک اشتہار (مورخہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۷ء) میں مدعی نبوت کو لعنت کا حقدار سمجھتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیرسایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب ﷺ اولیاء کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔‘‘(۲)

یہ تھا مرزائے قادیان کا ابتدائی عقیدہ جو کسی طرح جماعت اہل سنت اور جمیع امت مسلمہ کے عقیدے سے قطعاً مختلف نہیں مگر بعد میں بتدریج مختلف ادوار میں پہلے موقف سے انحراف کی راہ اختیار کرتے ہوئے مختلف دعوے کیے جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں دی جا رہی ہے۔

(۱) غلام احمد قادیانی، حمامۃ البشری، مترجم: ۲۹۴

(۲) ۱۔ تبلیغ رسالت، ٦: ۲، ۳۔ مولفہ میر قاسم علی قادیانی
۲۔ مجموعہ اشتہارات، ۲: ۲۹۷، ۲۹۸

مرزا صاحب کا دعوی ۱۹۰۰ء سے قبل امام الزمان، محدَّث، مہدی معہود اور مسیح موعود تک محدود تھا اور وہ حضور نبی محتشم حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے تھے۔ موصوف کا یہ نظریہ اس شعر سے بھی عیاں ہو رہا ہے:

هست او خیر الرسل خیر الانام
هر نبوت را بر و شد تمام[۱]

بعد میں انہوں نے کیا کیا پینترے بدلے اور اپنے سابقہ موقف سے کس طرح دست بردار ہو گئے اسکی تفصیل اگلے باب میں بیان کی جا رہی ہے۔

(۱) غلام احمد قادیانی، سراج منیر (۱۸۹۷ء)

www.MinhajBooks.com

باب سوُم

مرزا غلام احمد قادیانی

کے

دعوائے نبوت کا تدریجی سفر

www.MinhajBooks.com

www.MinhajBooks.com

’’خاتم النبیین‘‘ کے صحیح معنٰی سے اِنحراف

پوری تاریخ انبیاء میں ایسا کبھی نہیں ہوا اور نہ ایسا واقعہ ہمارے علم میں ہے کہ ایک نبی نے اعلان نبوت سے پہلے اپنے نبی ہونے کا انکار کیا ہو اور یہ کہ بعد میں اس کا عقیدہ بدل گیا ہو، ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ اوائل دورِ بعثت میں اعلان نبوت کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور بعد میں سوچ بچار کے بعد موقف میں تبدیلی کر دی گئی، سلسلہ انبیاء میں ایسا کوئی فرد نہیں گزرا جس نے پہلے صراحت کے ساتھ ایک عقیدہ بیان کیا اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک نیا عقیدہ وضع کر لیا، جس سے پہلے اور بعد میں بیان کردہ عقیدے میں واضح تضاد اور تعارض نظر آنے لگا یا تاویل کے ذریعے سابقہ موقف سے خروج کا راستہ نکالا اور اعلان نبوت کر دیا۔ یہ ممکن بھی نہ تھا کیونکہ اعلانِ نبوت تو نبی کی بعثت ہوتی ہے، نہ یہ کہ اس کے ذریعے اسے نبوت عطا کی جاتی ہے، اس لیے کہ جس کو نبوت ملنا تھی وہ عالم ارواح میں مل چکی جب تمام انبیاء کرام نبی آخر الزماں سیدنا محمد مصطفٰی ﷺ کی نبوت پر ایمان اور آپ کی مدد و نصرت کا حلف اٹھا کر شرفِ نبوت سے بہرہ یاب ہو چکے۔ اب دنیوی زندگی میں اعلان نبوت ہر نبی کی بعثت قرار پائی۔ قرآن حکیم نے اس میثاقِ نبوت کو یوں بیان فرمایا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ○[1]

(۱) آل عمران، ۳: ۸۱

”اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (ﷺ) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اِقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوںo“

ہر نبی کو اس میثاق کے تحت عالمِ ارواح میں ہی نبوت عطا کر دی گئی۔ لٰہذا وہ عالم اجسام میں آنے سے قبل ہی نبی ہوتا ہے۔ البتہ انسانی اور بشری زندگی میں اعلان نبوت کا ایک مقررہ وقت ہوتا ہے جس کو بعثت کہتے ہیں۔ ایسا ممکن نہیں کہ کوئی انسان اپنی عمر کے ابتدائی دور میں تو نبی نہ ہو مگر بعد میں اسے اچانک نبوت دے دی جائے۔ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ نبوت ایک وہبی استعداد ہے جو ہر نبی کو پیدائشی طور پر ودیعت کر دی جاتی ہے۔ اس میں کسی کے کسب و کمال کا سرے سے دخل نہیں ہوتا۔ ہر نبی بچپن سے ہی نبی ہوتا ہے اس کا ثبوت قرآن حکیم کی درج ذیل آیات کریمہ سے ملتا ہے:

۱۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ.(۱)

”اور بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم (علیہما السّلام) کو بھیجا اور ہم نے دونوں کی اولاد میں رسالت اور کتاب مقرر فرما دی۔“

۲۔ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ.(۲)

”اور ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب (علیہما السّلام بیٹا اور پوتا) عطا فرمائے اور ہم

(۱) الحدید، ۵۷: ۲۶

(۲) العنکبوت، ۲۹: ۲۷

نے ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد میں نبوت اور کتاب مقرر فرما دی۔‘‘

ان آیاتِ کریمہ سے ظاہر ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السّلام کی اولاد میں کتاب اور نبوت مقرر فرما دی تھی یعنی ان کی نسل میں سے جس کسی کو نبی بنانا تھا اس کا تعین ان کی پیدائش سے پہلے ہی فرما دیا تھا۔ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے انہیں عالم ارواح سے عالم وجود میں منتقل فرمایا تو یہ حضرات صفت نبوت سے سرفراز تھے۔ جیسے حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہما السّلام دونوں باپ اور بیٹا ابراہیمی ذریت میں تشریف لائے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحیٰی علیہ السلام کے بچپن ہی سے نبی ہونے کا یوں اعلان فرمایا:

یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُکْمَ صَبِیًّا ۝ (۱)

’’اے یحیٰی! (ہماری) کتاب (تورات) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور ہم نے انہیں بچپن ہی سے حکمت و بصیرت (نبوت) عطا فرما دی تھی ۝‘‘

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے میں ہی نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔ قرآن فرماتا ہے:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۝ (۲)

’’(بچہ خود) بول پڑا: بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے ۝‘‘

اگرچہ ہر نبی کی بعثت مقررہ وقت پر ہوتی ہے مگر کبھی پنگھوڑے میں ہی اعلان کرنا پڑتا ہے کہ مجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی بنایا ہے جیسے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السّلام نے پنگھوڑے میں اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ وہ ایسا نہ کرتے اگر ان کی ولادت عام طریقے سے

(۱) مریم، ۱۹: ۱۲

(۲) مریم، ۱۹: ۳۰

ہوئی ہوتی اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السّلام پر تہمت نہ لگی ہوتی۔ یہ تہمت صرف ان کی ذات پر نہیں تھی بلکہ معاذ اللہ ان کی آغوش میں موجود نومولود کے تولد پر ناجائز ہونے کا الزام تھا۔ اس سے نہ صرف آپ علیہا السّلام کی ذات کی پاکیزگی و طہارت پر حرف آتا تھا بلکہ اس کا معنی و مراد یہ تھا کہ یہ ناجائز مولود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو کب منظور ہوتا کہ اس کے نبی کی سیرت کا جو تقدس واحترام بچپن سے ملحوظ رکھا جانا ضروری ہے اس پر لوگوں کی انگلیاں اٹھیں اس لیے پنگھوڑے ہی میں اس کا اعلان کرنا پڑا، تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف وہی پنگھوڑے میں نبی تھے اور باقی سب نہیں تھے، نبی تو سارے ہی پیدائشی تھے مگر ان کو پیدائش کے وقت سے اپنی نبوت کے اعلان کی ضرورت پیش آئی اور نہ باری تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا۔ وہ اپنے زمانۂ بعثت میں ہی اعلان نبوت کرتے رہے۔

چونکہ نصِ قرآن کی رو سے نبوت پیدائشی ہوتی ہے اس لیے تاریخ انبیاء میں اعلان نبوت سے قبل کسی نبی کا عقیدہ وعمل اس قسم کا نہیں رہا کہ اعلان نبوت کے بعد اس میں کوئی تضاد واقع ہو گیا ہو۔ نبی کے عقیدہ وعمل دونوں میں ایک تسلسل کارفرما ہوتا ہے جس سے نہ کبھی انحراف ہوتا ہے اور نہ اس میں کبھی ترمیم وتبدیلی ہوتی ہے۔ اس کی نبوت ورسالت کی صداقت کی یہ ایک سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے۔ یہی وہ دلیل ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان بعثت کے وقت بیان فرمائی جسے قرآن حکیم نے یوں بیان فرمایا:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○(۱)

”بیشک میں اس (قرآن کے اترنے) سے قبل (بھی) تمہارے اندر عمر (کا ایک حصہ) بسر کرچکا ہوں، سو کیا تم عقل نہیں رکھتے ○“

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان بعثت اور نزول قرآن سے پہلے کی زندگی کو اپنی نبوت ورسالت کی حقانیت کی دلیل بنایا کیونکہ یہ ہر قسم کے تضاد اور تناقض سے کلیتًا مبرّا تھی۔

---

(۱) یونس، ۱۰: ۱۶

جب ہم مرزا صاحب کی زندگی کا ناقدانہ مطالعہ کرتے ہیں تو وہ اَز اَوّل تا آخر تضادات و تناقضات کا شکار نظر آتی ہے۔ دعویٰ نبوت کا ارادہ کرنے سے قبل وہ لفظ خاتم النبیین کا معنی وہی کرتے رہے جو امتِ مسلمہ کا متفق علیہ تھا، پھر اجماعِ امت کا انکار کرتے ہوئے خاتم النبیین کا معنی محض اپنے باطل وہم سے یہ تراشا کہ جن نبیوں کا بعد میں آنا مقدر ہے ان کی آمد کے لیے حضرت محمد ﷺ کی ذات مہر ہے۔ مراد یہ کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد جو بھی نبی بن کر آئے گا وہ لازماً اُن کی مہر ہی سے آئے گا۔ اس مفہوم کی آڑ میں وہ امت محمدی ﷺ میں خود ہی نیا نبی ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔

’’خاتم النبیین‘‘ کے صحیح معنٰی سے اِنحراف کی تاویل کا ردّ

جب مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے خاتم النبیین کے صحیح معنی سے انحراف کیوں کیا اور اس کو نئے معنی کیوں پہنائے؟ تو قادیانی حضرات یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو پہلے علم نہیں تھا کہ وہ نبی بننے والے ہیں، اس لیے ختمِ نبوت اور خاتم النبیین کے وہ معنی بیان کرتے رہے جو امت میں متداول ہیں۔ مگر جب انہیں علم ہو گیا تو پہلے معنی سے رجوع کر لیا اور نئے معنی بیان کر دیئے۔

بالفرض قادیانی حضرات کی یہ من گھڑت تاویل ایک لمحے کے لیے برائے بحث قبول کر بھی لی جائے تو ہم کہیں گے کہ اس صورت میں بھی مرزا صاحب کے لیے دعویٰ نبوت کی کوئی راہ نہیں نکلتی، کیونکہ اس طرح وہ اپنے نئے عقیدہ کی رُو سے کافر و مرتد قرار پاتے ہیں جو کہ نبوت کے منافی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بقول قادیانی حضرات جب مرزا صاحب اپنی تحریروں اور تقریروں میں ختم نبوت کا وہی عقیدہ بیان کر رہے تھے جو امت مسلمہ کا متفق علیہ ہے، اس وقت انہیں اپنی نبوت کا شعور نہیں تھا کہ میں نبی ہوں یا مجھے نبی ہونا ہے، اس وقت مرزا صاحب یہ کہہ کر کہ جو حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد اعلان نبوت کرے گا وہ خارج اَز اسلام اور مرتد ہو گا، ایک ایسے عمل کو جو ان کے نئے عقیدہ کی رو سے ممکن اور اصول دین میں سے تھا کفر و ارتداد کا باعث قرار دیا۔ گویا وہ اسلام اور

ایمان کے ایک مسئلہ کو کفر کہتے رہے اور جب مرزا صاحب کو شعور ہوا تو بنیادی عقیدے سے منحرف ہو کر ختمِ نبوت اور خاتم النّبیین کے معنی بدل لیے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد نئی نبوت کے امکان کو جائز مان کر علی الاعلان کہہ دیا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخری نبی نہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس پر وہ مہر لگا دیں وہ نبی بن جاتا ہے، پھر اس من گھڑت تاویل کا سہارا لے کر اعلان نبوت کر دیا۔

اس بحث سے سوائے اس کے کیا نتیجہ اخذ کیا جائے کہ اس شعور اور دعویٰ نبوت سے پہلے مرزا صاحب کی پوری زندگی عقیدۂ کفر پر گزری کیونکہ ان کا بیان کردہ نیا معنی نبوتِ محمدی ﷺ کی ایک شان ہے اور شان بھی اتنی اونچی اور عظیم ہے کہ جس پر ان کی مہر لگ جائے وہ بھی نبی بن جاتا ہے۔ گویا اس سے پہلے وہ نبوتِ محمدی ﷺ کی اس شان اور آپ ﷺ کے بعد نبوت کے امکان کے انکاری رہے جو ان کے نئے عقیدہ کی رُو سے صریح کفر ہوا۔ چونکہ شعور نبوت سے پہلے ان کی پوری زندگی ان کے نئے عقیدے کے مطابق شانِ نبوت اور اِمکانِ نبوت سے انکار کے باعث کفر میں گزری تو کیا ایسا بھی کبھی ہوا ہے کہ کفر یہ عقیدہ رکھنے والا شخص شعور ملنے کے بعد نبی بن جائے؟ بھلا اتنا بڑا تضاد بھی ہوسکتا ہے کہ شعور نبوت آنے سے پہلے عقیدہ کفر کا رہا ہو اور شعورِ نبوت ملنے کے بعد عقیدہ ایمان کا ہو جائے۔ گویا مرزا صاحب کے ابتدائی (اصولی) عقیدے کے مطابق دعویٰ نبوت کے بعد کافر ہیں اور بعد والے (خودساختہ) عقیدے کے مطابق شعور نبوت ملنے سے قبل کافر تھے، لہٰذا یہ قادیانی حضرات کے لیے ایک لمحۂ فکریہ ہے۔ اب ہم ان کی سہولت کے لیے ان پر چھوڑ دیتے ہیں کہ جس زمانے کو وہ چاہیں کفر کا مان لیں اور جس کو چاہیں ایمان کا مان لیں، یہ ان کی مرضی پر موقوف ہے کہ پہلے دور کو کفر کا دور مان لیں یا بعد کے دور کو۔ مگر ان کے اپنے بیان کیے گئے بیانات کی روشنی میں ایک دور ضرور کفر کا ہے۔ یہ فیصلہ کرنا ان کی صوابدید پر ہے۔ ہم انہیں اپنی طرف سے کچھ تجویز نہیں کرتے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ امکان نبوت سے انکار کر کے بھی مسلمان رہیں اور دعویٰ نبوت کر کے بھی

مسلمان رہیں۔ یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ نہیں چل سکتیں۔

ہم نے گزشتہ باب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے وہ تمام اقوال جو ان کی اپنی تحریروں پر مبنی ہیں ضروری حوالہ جات کے ساتھ قارئین کی سہولت کے لیے یکجا جمع کر دیئے تھے تاکہ وہ جان لیں کہ اعلان نبوت سے پہلے ان کا سابقہ عقیدہ کیا تھا۔ جمیع امت مسلمہ کی طرح حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر ان کا ایمان تھا اور اس سے انکار کو وہ کفر جانتے تھے۔ خاتم النبیین کا معنی ان کے نزدیک وہی تھا جو دیگر تمام مسلمانوں کے نزدیک ہے اور اس کے منکر کو وہ خارج از دائرہ اسلام جانتے تھے۔ پھر انہوں نے پلٹا کھایا اور یک لخت ایک نیا موقف اختیار کیا جس کا شان نبوت کے ساتھ کوئی جوڑ نہ بنتا تھا، ایک مرتبہ جب انہوں نے ایمان کی حد پار کی تو پھر ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہ رہی۔ وہ پھر پینترے پر پینترہ بدلتے ہوئے اپنے ہر سابقہ موقف سے انحراف کرتے گئے اور بالآخر حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہوگئے۔ ہم ذیل میں مرزا صاحب کی وہ تحریریں پیش کر رہے ہیں جن میں انہوں نے اپنی سابقہ تحریروں سے صاف انحراف کیا ہے:

۱۔ مرزا صاحب اپنے سابقہ موقف کے برعکس وحی الٰہی کا سلسلہ جاری مانتے ہیں اور وحی الٰہی کا دروازہ بند ہونے کے عقیدہ کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصّوں کی پوجا کرو پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا جو کچھ ہیں قصے ہیں اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کرے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات و مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب

سے اور کوئی نہ ہوگا، میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور اندھا رکھتا ہے اور اندھا ہی مارتا اور اندھا ہی قبر میں لے جاتا ہے۔ مگر میں ساتھ ہی خدائے کریم و رحیم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے بلکہ دنیا میں صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرط سچی اور کامل اتباع ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ کے مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرتا ہے۔ اسی وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے کہ **علماء أمتی کأنبیاء بنی اسرائیل** یعنی میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں علماء ربانی کو ایک طرف امتی کہا ہے اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے۔‘‘(۱)

۲۔ ’’اور اگر کوئی شخص کہے کہ جب نبوت ختم ہوچکی ہے تو اس امت میں نبی کس طرح ہوسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدائے عزوجل نے اس بندہ (یعنی مرزا صاحب) کا نام اسی لیے نبی رکھا ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ کی نبوت کا کمال، امت کے کمال کے ثبوت کے بغیر ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور اس کے بغیر محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے جو اہل عقل کے نزدیک بے دلیل ہے اور کسی فرد پر ختم نبوت ہونے کے یہی معنی ہیں کہ کمالات نبوت اس پر ختم ہیں اور نبی کے بڑے کمالات میں سے نبی کا فیض پہنچانے میں کامل ہونا ہے اور یہ جب تک امت میں اس کا نمونہ نہ پایا جائے ثابت نہیں ہوسکتا۔‘‘(۲)

۳۔ ’’وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے لیے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی

(۱) غلام احمد قادیانی، ضمیمہ براہین احمدیہ، ۵: ۱۸۳، ۱۸۴، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۱: ۳۵۴

(۲) غلام احمد قادیانی، ضمیمہ حقیقۃ الوحی: ۱۶، حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۶۳۷

بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لیے امتی ہونا لازمی ہے۔‘‘(۱)

۴۔ ’’آنحضرت ﷺ کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ اِن معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالاتِ نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہیں کے فیض اور انہیں کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔‘‘(۲)

۵۔ ’’میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لیے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔‘‘(۳)

۶۔ ’’مسیح موعود جو آنے والا ہے۔ اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ یعنی خدائے تعالیٰ سے وحی پانے والا۔ لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں۔ کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے۔ سو یہ نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دی گئی ہے۔‘‘(۴)

۷۔ ’جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں، وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا

(۱) غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی: ۲۷۔ ۲۸، مندرجہ روحانی خزئن، ۲۲: ۲۹، ۳۰

(۲) غلام احمد قادیانی، خاتمہ چشمہ معرفت: ۹، مندرجہ روحاني خزائن، ۲۳: ۳۸۰

(۳) غلام احمد قادیانی، توضیح المرام، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۶۰

(۴) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۱۷۰، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۴۷۸

تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو، دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور ان ہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے، تو میں کیوں کر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔‘‘(۱)

۸۔ ’’میرے پاس آئیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا...... اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔‘‘(۲)

۹۔ ’’ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اس لیے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانا پڑتی ہے چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے، وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے، حق یہ ہے

(۱) ۱۔ غلام احمد قادیانی کا خط، مؤرخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بنام ایڈیٹر اخبار عام لاہور، حقیقۃ النبوۃ: ۲۷۱، ۲۷۰

۲۔ مرزا بشیر احمد، کلمۃ الفصل، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز بابت مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء ص ۱۱۰، نمبر ۳، ج ۱۴

(۲) غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی: ۱۰۳، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۱۰۶

خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانے کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔‘‘(۱)

۱۰۔ ’’اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔‘‘(۲)

۱۱۔ ’’خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں، وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔‘‘(۳)

۱۲۔ ’’اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔‘‘(۴)

مرزا صاحب کی تحریروں سے واضح ہے کہ جب انہوں نے اپنا موقف تبدیل کیا

---

(۱) غلام احمد قادیانی، ایک غلطی کا ازالہ: ۳، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۸: ۲۰۶

(۲) غلام احمد قادیانی، چشمہ معرفت: ۳۱۷، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۳: ۳۳۲، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۳: ۳۳۲

(۳) غلام احمد قادیانی، تتمہ حقیقہ الوحی: ۱۴۸، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۵۸۷

(۴) غلام احمد قادیانی، تتمہ حقیقہ الوحی: ۶۸، مندرجہ، روحانی خزائن، ۲۲: ۵۰۳

تو براہ راست دعویٰ نبوت نہیں کیا بلکہ پہلے امکان کا راستہ کھولا جس سے کوئی بھی صاحب فراست آدمی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ یہ راستہ کس لیے کھولا جا رہا ہے۔ جب تک ارادہ نہیں بنا تھا تو یہ راستہ اپنے لیے اور سب کے لیے بند تھا۔ جب ارادہ بن گیا یا بنا لیا گیا تو ایک عرصہ تک راستہ کھول کر اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں میں نئے معانی راسخ کراتے رہے تا آنکہ ان کے لیے کھلم کھلا دعویٰ نبوت کی راہ ہموار ہوگئی۔

مجدّدِیت سے دعویٰ نبوت تک کا سفر

مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے مذہبی سفر کا آغاز بطورِ مبلغ اسلام اور ایک مصنف کے کیا۔ جس دور میں مرزا صاحب کے شعور نے آنکھ کھولی اس میں ایک طرف دینِ مسیحیت کے علم بردار پادریوں کہ (جن کی اعلانیہ سرپرستی حکومت کرتی تھی) سے مناظروں کا رجحان عام ہو چکا تھا تو دوسری طرف آریہ سماج اپنے مذہب کا پرچار بڑے زور شور اور شدو مد سے کر رہے تھے۔ مرزا صاحب کی مہم جُو طبیعت نے اس میدان کو اپنے لیے منتخب کیا اور اپنی مناظرانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بہت جلد اپنی علمیت کا سکہ اپنے ہم عصروں پر جمانے کے لیے ''براہین احمدیہ'' کے نام سے ایک ضخیم کتاب کی تصنیف کا بیڑہ اٹھایا۔ براہین احمدیہ کی تصنیف ۱۸۷۹ء میں شروع ہوئی اور مصنف نے اس کتاب کے موضوع کے حوالے سے ہم عصر اہل علم حضرات سے بذریعہ خط و کتابت درخواست کی کہ وہ اس کام میں مدد دینے کے لیے اپنے مضامین بھیجیں جن لوگوں نے اس دعوت پر لبّیک کہا ان میں سرسید کے ایک قریبی ساتھی مولوی چراغ علی بھی تھے۔

اس کتاب کو جو چار جلدوں میں شائع ہوئی بڑی شہرت ملی اور مرزا صاحب جو قادیان کے قصبے میں گمنامی کی زندگی گزار رہے تھے یکا یک شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے جیسا کہ وہ خود براہین احمدیہ کی تصنیف سے پہلے اپنے احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''یہ وہ زمانہ تھا جس میں کوئی بھی مجھے نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف

کیونکہ میں اس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اورایک اَحد من الناس زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا۔‘‘(۱)

اس کے آگے لکھتے ہیں:

’’اس قصبہ قادیان کے تمام لوگ اور دوسرے ہزارہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں درحقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے۔‘‘(۲)

براہینِ احمدیہ کی خصوصی طور پر قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس کے چار حصوں میں جو ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک شائع ہوئے مرزا صاحب نے اپنے اس عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ ان پر الہام کا سلسلہ جاری و ساری ہے اور یہ کہ وہ خدا کی طرف سے دنیا کی اصلاح اور اسلام کی دعوت کے لیے مامور ہیں اور عصرِ حاضر کے مجدد ہیں ان کو حضرت مسیح سے مماثلت حاصل ہے۔ (۳)

اس اشتہار سے جو مصنف کی طرف سے دیا گیا اس عقیدے کا اظہار واضح طور پر کیا گیا ہے۔

’’یہ عاجز (مولف براہین احمدیہ) حضرت قادرِ مطلق جلّ شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کے طرز پر کمال مسکینی وفروتنی وغربت وتذلّل و تواضع سے اصلاح خلق کے لیے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہِ راست سے بے خبر ہیں صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے اور اس عالم میں بہشتی زندگی

(۱) غلام احمد قادیانی، تتمہ حقیقیت الوحی: ۲۷، ۲۸، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۴۶۰

(۲) غلام احمد قادیانی، تتمہ حقیقیت الوحی: ۲۸، ۲۹، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۴۶۱

(۳) مرزا بشیر احمد، سیرت المہدی، ۱: ۳۹

کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی دیتے ہیں) دکھا دے۔ اسی غرض سے کتاب براہین احمدیہ تالیف پائی ہے جس کی ۳۷ جزو چھپ کر شائع ہو چکی ہیں اور اس کا خلاصہ مطلب اشتہار ہمراہی خط ہذا میں درج ہے لیکن چونکہ ساری کتاب کا شائع ہونا ایک طویل مدت پر موقوف ہے اسی لیے یہ قرار پایا ہے کہ بالفعل یہ خط مع اشتہار انگریزی شائع کیا جائے اور اس کی ایک کاپی بخدمت معزز پادری صاحبان پنجاب و ہندوستان و انگلستان وغیرہ بلاد جہاں تک ارسال خط ممکن ہو جو اپنی قوم میں خاص طور پر مشہور و معزز ہیں برہمو صاحبان و آریہ صاحبان و نیچری صاحبان و حضرات مولوی صاحبان جو وجود خوارق و کرامات سے منکر ہیں اور اس وجہ سے اس عاجز سے بدظن ہیں ارسال کی جاوے۔‘‘(۱)

الہامات اور دعووں کی بھر مار

براہین احمدیہ میں بکثرت الہامات، کشف و مکالمات اور پیش گوئیاں ان دعووں کے ساتھ ملتی ہیں جن سے صاف پتا چلتا ہے کہ مصنف نے جگہ جگہ اپنی شخصیت کا ڈھنڈورا پیٹا ہے۔ اس کی کتاب کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ الہام کا سلسلہ بلا انقطاع جاری ہے اور الہام ہی اس کے دعوے کی صداقت اور مذہب و عقیدہ کی صحت کی بنیاد ہے اپنے ان دعووں کے ثبوت میں وہ طویل الہامات کا ایک سلسلہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اس الہام کی مثالیں ہمارے پاس بہت ہیں مگر جو ابھی اس حاشیہ کے تحریر کے وقت یعنی مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا جس میں یہ امر غیبی بطور پیش گوئی ظاہر کیا گیا ہے کہ اس اشتہاری کتاب کے ذریعے سے اور اس کے مضامین پر مطلع ہونے سے انجام کار مخالفین کو شکست فاش آئے گی اور حق کے طالبوں کو ہدایت ملے گی اور بدعقیدگی دور ہو گی اور لوگ خدائے تعالیٰ کے القا اور رجوع دلانے سے مدد کریں گے اور متوجہ ہوں گے اور آئیں گے وغیرھا من الامور۔‘‘(۲)

(۱) مرزا غلام احمد کے مختصر حالات، مرتبہ معراج الدین قادیانی، شامل براہین احمدیہ، ۱: ۸۲

(۲) غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ، ۳:۲۳۸

جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اس کتاب کی اشاعت نے مرزا صاحب کو اس مقام پر لا کھڑا کیا جہاں مخالف اور موافق لوگوں کی نگاہیں خود بخود ان کی طرف اٹھنے لگیں۔ اس کا تذکرہ مرزا بشیر احمد نے اپنی کتاب ''سیرۃ المھدی'' میں کیا ہے۔

''براہین کی تصنیف سے پہلے حضرت مسیح موعود ایک گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے اور گوشہ نشینی میں درویشانہ حالت تھی۔ گو براہین سے قبل بعض اخباروں میں مضامین شائع کرنے کا سلسلہ آپ نے شروع فرما دیا تھا اور اس قسم کے اشتہارات سے آپ کا نام ایک گونہ پبلک میں بھی آ گیا تھا مگر بہت کم ...... دراصل مستقل طور پر ''براہین احمدیہ'' کے اشتہار نے ہی سب سے پہلے آپ کو ملک کے سامنے کھڑا کیا اور اس طرح علم دوست اور مذہبی امور سے لگاؤ رکھنے والے طبقہ میں آپ کا انٹروڈکشن ہوا اور لوگوں کی نظریں اس دیہات کے رہنے والے گمنام شخص کی طرف حیرت کے ساتھ اٹھنی شروع ہوئیں جس نے اس تحدّی اور اتنے بڑے انعام کے وعدے کے ساتھ اسلام کی حقانیت کے متعلق ایک عظیم الشان کتاب لکھنے کا اعلان کیا، اب گویا آفتاب ہدایت جو لاریب اس سے قبل طلوع کر چکا تھا، افق سے بلند ہونے لگا۔ اس کے بعد براہینِ احمدیہ کی اشاعت نے ملک کے مذہبی حلقہ میں ایک غیر معمولی تموّج پیدا کر دیا۔ مسلمانوں نے عام طور پر مصنف براہین کا ایک مجدد ذی شان کے طور پر خیر مقدم کیا اور مخالفین اسلام کے کیمپ میں بھی اس گولہ باری سے ایک ہلچل مچ گئی۔''(۱)

مذکورہ بالا کتاب کی تصنیف کے تسلسل میں مرزا صاحب نے ہوشیار پور میں مرلی دھر آریہ سماج سے مناظرہ کے بعد ایک کتاب لکھی جس کا نام انہوں نے ''سرمۂ چشم آریہ'' رکھا جو مناظرۂ مذاہب کے باب میں ان کی دوسری کتاب ہے ان دو کتابوں کی تصنیف کے بعد مرزا صاحب پر اپنی مناظرانہ و متکلمانہ صلاحیتیں آشکار ہوئیں اور ان پر یہ انکشاف ہوا کہ ان میں ایک نئی تحریک چلانے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس خود پسندانہ

(۱) بشیر احمد، سیرۃ المہدی، ۱: ۱۰۳، ۱۰۴

انکشاف نے ان کے مطمحِ نظر میں ایک تبدیلی پیدا کر دی اور ان کا رخ بجائے عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کے خود مسلمانوں کی طرف ہو گیا اور وہ انہیں مناظرہ اور مقابلہ کی دعوت دینے پر اتر آئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے مرحلہ وار دعوے

قادیانی لٹریچر کو بغور پڑھنے سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت تک چھلانگ لگانے سے پہلے اور بعد میں مرحلہ وار مختلف دعوے کیے جو اس طرح ہیں:

پہلا مرحلہ...... مجدّد ہونے کا دعویٰ

دوسرا مرحلہ...... محدَّث ہونے کا دعویٰ

تیسرا مرحلہ...... مہدی ہونے کا دعویٰ

چوتھا مرحلہ...... مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ

پانچواں مرحلہ...... عینِ مسیح ہونے کا دعویٰ

چھٹا مرحلہ...... مسیح علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

ساتواں مرحلہ...... صریح دعویٰ نبوت

آٹھواں مرحلہ...... ظلّی نبوت کا دعویٰ

نواں مرحلہ...... بروزی نبوت کا دعویٰ

دسواں مرحلہ...... حقیقی و تشریعی نبوت کا دعویٰ

گیارھواں مرحلہ...... عینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا دعویٰ

بارھواں مرحلہ...... حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت کا دعویٰ

تیرھواں مرحلہ...... اپنی نسبت آخری نبی ہونے کا دعویٰ

اب ہم اِس اِجمال کو قدرے تفصیل سے بیان کریں گے۔

پہلا مرحلہ: مجدّد ہونے کا دعویٰ

اس حوالے سے ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی اپنی کتاب ’مجدد اعظم‘ میں لکھتے ہیں:

’’سب سے پہلے براہین احمدیہ میں آپ (یعنی مرزا غلام احمد نے) مجدد ہونے کا دعویٰ کیا لیکن اس دعویٰ مجددیّت کا اعلان خاص طور پر آپ نے ۱۸۸۵ء کے شروع میں ایک اشتہار کے ذریعے کیا۔‘‘(۱)

اپنے اس دعویٰ مجددیت کے بارے میں خود مرزا صاحب لکھتے ہیں:

۱۔ ’’جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔‘‘(۲)

۲۔ ’’میں اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دینِ متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لیے بھیجا ہے تاکہ میں اس پرآشوب دور میں زمانہ قرآن کی خوبیوں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی خوبیاں بیان کروں۔‘‘(۳)

۳۔ اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی، مورخہ ۲۰ شعبان، ۱۳۱۴ھ میں لکھا ہے:

’’غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا

www.MinhajBooks.com

(۱) ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی، مجدد اعظم، ۱: ۱۱۳

(۲) غلام احمد قادیانی، کتاب البریہ: ۱۶۸، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۳: ۲۰۱

(۳) سلسلہ تصانیف احمدیہ، ۳: ۳۳

دعویٰ ہے۔''(۱)

۴۔ ''میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے، وہ نبی بھی ہو جائے۔ میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ اور رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ و رسول کی پیروی سے دیے جاتے ہیں۔''(۲)

۵۔ ''اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس امت کے ولیوں کے ساتھ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے مگر وہ حقیقت میں نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے۔''(۳)

۶۔ ''اوّل اس عاجز کی اس بات کو یاد رکھیں کہ ہم لوگ معجزے کا لفظ اس محل پر بولا کرتے ہیں جب کوئی خوارق عادت کسی نبی یا رسول کی طرف منسوب ہو لیکن یہ عاجز نہ نبی ہے اور نہ رسول ہے۔ صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک ادنیٰ خادم اور پیرو ہے اور اسی رسول مقبول کی برکت اور متابعت سے یہ انوار و برکات ظاہر ہو رہے ہیں سو اس جگہ کرامت کا لفظ موزوں ہے نہ معجزے کا۔''(۴)

(۱) ۱۔ تبلیغ رسالت، ۲:۲، ۳، مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی
۲۔ مجموعہ اشتہارات، ۲: ۲۹۷، ۲۹۷

(۲) غلام احمد قادیانی، جنگ مقدس: ۶۷، مندرجہ روحانی خزائن، ۶: ۱۵۶

(۳) غلام احمد قادیانی، مواہب الرحمن: ۶۶، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۹: ۲۸۵

(۴) غلام احمد قادیانی کا قول، مندرجہ اخبار ''الحکم'' قادیان، نمبر ۲۳، جلد: ۵، منقول از ''قمر الھدیٰ'' ص: ۵۸، مولفہ قمر الدین جھلمی قادیانی

دوسرا مرحلہ: محدَّث ہونے کا دعویٰ

مجددِیت کے دعویٰ کو کچھ عرصہ گزر چکا تو مرزا صاحب اس سے چند قدم آگے بڑھے اور کہا کہ ان پر الہام کے ذریعے یہ منکشف ہوا ہے کہ وہ محدَّث ہیں اس زمانے میں ان کے قلم سے یہ الہام نکلا:

۱۔ ’’حضور نبی اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا ہاں محدث ضرور آئیں گے جو اللہ جلّ شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ نشانِ نبوت کے رنگ سے رنگین کیے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک میں ہوں۔‘‘(۱)

۲۔ ’’مسیح موعود جو آنے والا ہے۔ اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ یعنی خدائے تعالیٰ سے وحی پانے والا۔ لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں۔ کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے۔ سو یہ نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دی گئی ہے۔‘‘(۲)

۳۔ ’’ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لیے محدَّث ہوکر آیا ہے اور محدَّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لیے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جاتے ہیں اور رسولوں اور

(۱) غلام احمد قادیانی، نشان آسمانی: ۲۸

(۲) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۷۰۱، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۴۷۸

نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں با آواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بہ جز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔‘‘(۱)

۴۔ ’’میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدَّث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دینِ مصطفیٰ کی تجدید کروں۔‘‘(۲)

۵۔ ’’میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی ...... میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔‘‘(۳)

۶۔ ’’نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔‘‘(۴)

۷۔ ’’محدث جو مرسلین میں سے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بہ کلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا

(۱) غلام احمد قادیانی، توضیح المرام: ۱۸، روحانی خزائن، ۳: ۶۰

(۲) غلام احمد قادیانی، آئینہ کمالات اسلام: ۳۸۳، مندرجہ روحانی خزائن، ۵: ۳۸۳

(۳) غلام احمد قادیانی، حمامۃالبشریٰ: ۹۶، مندرجہ روحانی خزائن، ۷: ۲۹۶، ۲۹۷

(۴) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۴۲۱، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۳۲۰

ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدَّث کے لیے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔‘‘[1]

مرزا صاحب نے اگلے قدم میں صرف محدث ہونے کے دعوے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس دعوے پر قلم تنسیخ پھیر کر مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

تیسرا مرحلہ: مہدی ہونے کا دعویٰ

اگلے قدم میں انہوں نے اپنے آپ کو خود ساختہ مہدی کے منصب پر فائز کرلیا اور اس کے جواز میں یہ تحریر قلم بند کی:

۱۔ ’’وہ آخری مہدی جو تنزلِ اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانے میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا۔ جس کی بشارت آج سے تیرہ سو سال پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔‘‘[2]

۲۔ ’’رسول کریم ﷺ کی پیش گوئیوں سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ بھی کئی تغیرات ہوں گے۔ مہدی کے متعلق جو پیش گوئیاں ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی کئی مہدی آ سکتے ہیں۔‘‘[3]

(۱) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۵۶۹، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۴۰۷

(۲) غلام احمد قادیانی، تذکرۃ الشہادتین: ۲

(۳) مکالمہ محمود احمد قادیانی، خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان، ۲۷ فروری ۱۹۲۸ء، نمبر ۶۸، ج ۱۴

چوتھا مرحلہ: مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ

مرزا صاحب ۱۸۹۱ء میں پہلے مسیح ناصری کی وفات کا پرچار کرتے رہے اور اپنے دعوے کی زمین ہموار کرنے کے لیے بعد ازاں اپنے ہم دم دیرینہ اور انتہائی قریبی ساتھی حکیم نور الدین کے مشورہ سے مثیلِ مسیح ہونے کا دعوی کر دیا۔ ذیل میں مرزا صاحب کے اس تاریخی خط کا اقتباس نقل کیا جاتا جو انہوں نے حکیم صاحب کے خط کے جواب میں لکھا تھا جس میں موخر الذکر نے انہیں مسیح موعود کا دعویٰ کرنے کا مشورہ دیا۔ اس خط پر ۲۴ جنوری ۱۸۹۱ء کی تاریخ درج ہے:

۱۔ ''جو کچھ آں مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں حرج کیا ہے؟ درحقیقت اس عاجز کو مثیل مسیح بننے کی کچھ حاجت نہیں، یہ بننا چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے عاجز اور مطیع بندوں میں داخل کر لیوے لیکن ہم ابتلا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتے، خدا تعالیٰ نے ترقیات کا ذریعہ صرف ابتلا ہی کو رکھا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے (اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ)۔''[1]

اس پس منظر میں بالآخر مرزا صاحب نے بغیر کسی لگی لپٹی کے مثلِ مسیح ہونے کا اعلان کر دیا۔

۲۔ ''اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں، یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے پاکر ''براہین احمدیہ'' کے کئی مقامات پر بہ تصریح درج کر دیا تھا۔ جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے، وہ

(۱) مکتوبات احمدیہ، ۵: ۸۵

سراسر مفتری اور کذّاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہورہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے خدا تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔‘‘(۱)

۳۔ ’’یہ بات سچ ہے کہ اللہ جلّ شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے ...... میں اسی الہام کی بنا پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں۔ مجھے اس بات سے انکار بھی نہیں کہ میرے سوا کوئی اور مثیل مسیح بھی آنے والا ہو۔‘‘(۲)

۴۔ ’’مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے جس طرح محدّثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے اشد درجہ کی مناسبت رکھتی ہے۔‘‘(۳)

۵۔ ’’اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔‘‘(۴)

۶۔ ’’اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدّد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بہ

---

(۱) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۱۹۰، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۱۹۲

(۲) ۱۔ اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی، مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات، ۱: ۲۰۷

(۳) ۱۔ اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت، ۲: ۲۱، مولفہ میر قاسم علی قادیانی
۲۔ مجموعہ اشتہارات، ۱: ۲۳۱

(۴) غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ: ۴۹۹، مندرجہ روحانی خزائن، ۱: ۵۹۳، حاشیہ در حاشیہ، نمبر ۳

شدت مناسبت و مشابہت ہے۔‘‘(۱)

۷۔ ’’غرض مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بہ وجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں، دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں ...... سو خدا تعالیٰ نے اس عام قاعدے کے موافق اس قصبہ قادیان کو دمشق سے مشابہت دی اور اس بارے میں قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ اخرج منه الیزیدیون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے۔‘‘(۲)

۸۔ ’’میں اس سے ہرگز انکار نہیں کرسکتا اور نہ کروں گا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو اور شاید یہ پیش گوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں ظاہری طور پر اس پر جمتی ہوں اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مثیل مسیح نازل ہو۔‘‘(۳)

۹۔ ’’اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال و اقبال کے ساتھ

(۱) ۱۔ اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت، ۱: ۱۵، مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی
۲۔ مجموعہ اشتہارات، ۱: ۲۴

(۲) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۶۳-۷۳، حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن، حاشیہ، ۳: ۱۳۴-۱۳۸

(۳) غلام احمد قادیانی کا خط بنام مولوی عبدالجبار، مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات، ۱: ۲۰۸، مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد اول، ملحقہ جلد دوم ۱۵۹

بھی آئے اور ممکن ہے کہ اوّل وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔‘‘(۱)

۱۰۔ ’’میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہوگیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لیے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے ...... پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آ سکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے اور جب کہ یہ حال ہے تو پھر علماء کے لیے اشکال ہی کیا ہے۔ ممکن ہے کہ کسی وقت ان کی یہ مراد بھی پوری ہو جائے۔‘‘(۲)

۱۱۔ ’’بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آئے۔ کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریّت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اسیروں کو دستگاری بخشے گا اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں، رہائی دے گا۔‘‘(۳)

پانچواں مرحلہ: عینِ مسیح ہونے کا دعویٰ

مرزا صاحب نے اپنی ترقی پسند افتادِ طبع سے مجبور ہو کر مثیلِ مسیح سے اگلا مرحلہ طے کیا اور اگلی سیڑھی پر قدم رکھا۔ چنانچہ ۱۸۹۱ء میں ہی عینِ مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ وہ اپنی کتاب ’’فتح اسلام‘‘ میں لکھتے ہیں:

(۱) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۲۹۶، مندرجہ روحانی خزائن ۳: ۲۵۱
(۲) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۱۹۹، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۱۹۷
(۳) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۱۵۶، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۱۷۹، ۱۸۰

۱۔ ’’اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آبا گزر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت، تم نے پالیا ہے اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لیے بھیجا گیا تا کہ دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ میں اسی طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح وہ شخص بعد کلیم اللہ مردِ خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیروڈیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان پر اٹھائی گئی سو جب دوسرا کلیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سید الانبیاء ہے، دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کے لیے آیا جس کے حق میں ہے: اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلاً شَاھِداً عَلَیۡکُمۡ کَمَآ اَرۡسَلۡنَآ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلاً، تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اول کا مثیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگ تر تھا، ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پا کر اسی زمانہ کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اول کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اترا اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لیے نزول ہوتا ہے اور سب باتوں میں اسی زمانہ کے ہم شکل زمانہ میں اترا جو مسیح ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا تا کہ سمجھنے والوں کے لیے نشان ہو۔‘‘(۱)

اسی کتاب میں آگے چل کر وہ دعویٰ مسیحیت کی بنیاد پر اپنے دعویٰ نبوت کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے تحریر کرتے ہیں:

۲۔ ’’سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بہ بسط تمام مندرج ہیں۔ حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش

(۱) غلام احمد قادیانی، فتح اسلام: ۹-۱۱، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۷، ۸

کر دیا جائے سو میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں میں آسمان سے اترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔‘‘(۱)

۳۔ ’’مسلمانوں اور عیسائیوں کا کسی قدر اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح بن مریم اسی عنصری وجود سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور پھر وہ کسی زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔ میں اس خیال کا غلط ہونا اپنے اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں کہ اس نزول سے مراد درحقیقت مسیح بن مریم کا نزول نہیں بلکہ استعارہ کے طور پر ایک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے جس کا مصداق حسب اعلام و الہام الٰہی یہی عاجز ہے۔‘‘

۴۔ ’’مکاشفات اکابر اولیاء بالاتفاق اس بات پر شاہد ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی سے پہلے چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور اس سے تجاوز نہیں کرے گا۔ چنانچہ ہم نمونہ کے طور پر کسی قدر اس رسالہ میں لکھ بھی آئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے اور کوئی شخص دعوے دار اس منصب کا نہیں ہوا۔‘‘(۲)

۵۔ ’’مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ وہی دعویٰ ہے جو ’’براہین احمدیہ‘‘ میں بار بار بہ تصریح لکھا گیا ہے۔‘‘(۳)

۶۔ ’’مکاشفات اکابر اولیاء بالاتفاق اس بات پر شاہد ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی سے پہلے چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور اس سے تجاوز نہیں کرے گا۔ چنانچہ ہم نمونہ کے طور پر کسی قدر اس رسالہ میں لکھ بھی آئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے اور کوئی شخص دعوے دار اس منصب کا نہیں ہوا۔‘‘(۴)

(۱) غلام احمد قادیانی، فتح اسلام، حاشیہ: ۱۷، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۱۱

(۲) غلام احمد قادیانی، کشتی نوح: ۴۶، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۹: ۵۰

(۳) غلام احمد قادیانی، کشتی نوح: ۴۷، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۹: ۵۱

(۴) غلام احمد قادنی، کشتی نوح: ۴۶، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۹: ۵۰

۷۔ ’’سوچوں کہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لیے گو اس نے ’’براہین احمدیہ‘‘ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ ’’براہین احمدیہ‘‘ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو ونما پاتا رہا پھر ......مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بہ ذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر ’’براہین احمدیہ‘‘ کے حصہ چہارم ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا اور خدا نے ’’براہین احمدیہ‘‘ کے وقت میں اس سرِ خفی کی مجھے خبر نہ دی۔‘‘(۱)

۸۔ ’’اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بناویں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے۔‘‘(۲)

مرزا صاحب نے احادیث میں بیان کردہ نزولِ مسیح کی کیفیات کو اپنے اوپر منطبق کرنے میں جس موشگافی اور نکتہ آفرینی سے کام لیا ہے اس کی تفصیل میں جانا طوالت کا باعث ہوگا۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان کی تحریروں میں سنجیدگی اور متانت کی بجائے طنز و تشنیع اور استہزاء کا عنصر زیادہ ہوگیا ہے جو پیغمبروں سے درکنار مبلغین و مصلحین کے وقار و متانت کے بھی منافی ہے۔ انہوں نے حیاتِ نزول مسیح کے باب میں جمیع مسلمانوں کے عقیدہ کا جس انداز سے مذاق اڑایا ہے وہ درباری مصاحبوں کی فقرہ سازیوں اور جگت بازیوں سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ حضرت مسیح کے آسمان پر زندہ رہنے کے عقیدے کو عقلاً محال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(۱) غلام احمد قادیانی، کشتی نوح: ۴۶، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۹: ۵۰
(۲) غلام احمد قادیانی، کشتی نوح: ۴۸، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۹: ۵۲

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

۹۔ ”ازاں جملہ ایک یہ اعتراض کہ اگر ہم فرض محال کے طور پر قبول کر لیں کہ حضرت مسیح اپنے جسم خاکی کے سمیت آسمان پر پہنچ گئے تو اس بات کے اقرار سے ہمیں چارہ نہیں کہ وہ جسم جیسا کہ تمام حیوانی و آسمانی اجسام کے لیے ضروری ہے آسمان پر بھی تاثیر زمانہ سے ضرور متاثر ہوگا اور یہ مرورِ زمانہ لابدی و لازمی طور پر ایک دن ضرور اس کے لیے موت واجب ہوگی۔ پس اس صورتحال میں تو حضرت مسیح کی نسبت یہ ماننا پڑتا ہے کہ اپنی عمر کا دورہ پورا کر کے آسمان پر ہی فوت ہو گئے ہیں اور کواکب کی آبادی جو آج کل تسلیم کی جاتی ہے، اسی کے کسی قبرستان میں دفن کیے گئے ہوں گے اور اگر پھر فرض کے طور پر اب تک زندہ رہنا اس کا تسلیم کر لیں تو کچھ شک نہیں کہ اتنی مدت کے گزرنے پر پیر فرتوت ہو گئے ہوں گے اور اس کام کے ہرگز لائق نہیں ہوں گے کہ کوئی خدمت دینی ادا کر سکیں، پھر ایسی حالت میں ان کا دنیا میں تشریف لانا بجز ناحق تکلیف کے اور کچھ فائدہ بخش نہیں معلوم ہوتا۔“

”ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔“(۱)

۱۰۔ ”آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے، وہ ان ہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔“(۲)

۱۱۔ ”ہم اپنی کتابوں میں بہت جگہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ عاجز جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے رنگ میں بھیجا گیا ہے بہت سے امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ایک ندرت تھی اس عاجز کی پیدائش میں بھی ایک ندرت ہے اور وہ یہ کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اور یہ امر انسانی

(۱) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۶۸۵، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۴۶۹

(۲) غلام احمد قادیانی، انجام آتھم: ۲۸، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۱: ۲۸، ۱۱

پیدائش میں نادرات سے ہے۔ کیونکہ اکثر ایک ہی بچہ پیدا ہوا کرتا ہے۔‘‘(۱)

۱۲۔ ’’اس امت کے مسیح موعود کے لیے ایک اور مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح ں پورے طور پر بنی اسرائیل میں سے نہ تھے بلکہ صرف ماں کی وجہ سے اسرائیلی کہلاتے تھے۔ ایسا ہی اس عاجز کی بعض دادیاں سادات میں سے ہیں۔ گو باپ سادات میں سے نہیں اور حضرت عیسیٰ کے لیے خدا نے جو یہ پسند کیا کہ کوئی اسرائیلی حضرت مسیح کا باپ نہ تھا اس میں یہ بھید تھا کہ خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کی کثرت گناہوں کی وجہ سے ان پر سخت ناراض تھا۔‘‘(۲)

۱۳۔ ’’چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا مگر بایں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں اور سب سے آخر ہوں۔‘‘(۳)

۱۴۔ ’’سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ ابن مریم کی طرح اپنے زمانے میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجوب ٹھہرتا۔ تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اس اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا ...... پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کرسکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربع میں سے کسی سلسلے میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے؟‘‘(۴)

---

(۱) غلام احمد قادیانی، تحفہ گولڑویہ: ۱۱۰، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۷: ۲۰۲

(۲) غلام احمد قادیانی کا لکچر سیالکوٹ: ۱۷، مندرجہ روحانی خزائن ۲۰: ۲۱۵

(۳) غلام احمد قادیانی، تذکرۃ الشہادتین: ۳۳، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۰: ۳۵

(۴) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام: ۶۵۹، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۴۵۶

دعویٰ مسیحیت کی آڑ میں دعویٰ نبوت

مختلف دعوے کرتے ہوئے جب مرزا صاحب بزعم خویش مسیحیت کے مقام پر فائز ہو گئے تو اب انہوں نے دعویٰ نبوت کے لیے پر تولنا شروع کر دیئے چنانچہ انہوں نے اسلامی عقائد اور تاریخ میں پہلی مرتبہ نبوت کاملہ اور غیر کاملہ وغیرہ کی خود ساختہ اصطلاحات وضع کیں اور پھر ان پر اپنی مزعومہ نبوت کی بنیادیں استوار کرنا شروع کر دیں اور دور از کار تاویلات باطلہ سے پہلے محدثیت کا دعویٰ کیا پھر مزید ترقی کرتے ہوئے قصر نبوت میں نقب زنی کرنے کا مکروہ دھندہ شروع کر دیا۔ مرزائی نبوت کے اس تدریجی سفر کے مختلف مراحل خود مرزا صاحب اور ان کے پیروکاروں کے اقوال کی روشنی میں ملاحظہ ہوں:

۱۔ ''مسیح موعود جو آنے والا ہے۔ اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ یعنی خدائے تعالیٰ سے وحی پانے والا۔ لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں۔ کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے۔ سو یہ نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دی گئی ہے۔''(۱)

۲۔ ''اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔''(۲)

۳۔ ''میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی

(۱) غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام، ۱۰۷، مندرجہ روحانی خزائن، ۳: ۴۷۸

(۲) غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی: ۱۴۹، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۱۵۳، ۱۵۴

تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔‘‘(۱)

۴۔ ’’جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا ان ہی حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا اور امتی بھی۔‘‘(۲)

چھٹا مرحلہ: مسیح علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

مرزا صاحب کے اعلانات اور دعاوی کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اپنے دعویٰ نبوت کو پروان چڑھانے کے لیے کیے گئے تھے۔ مسیح موعود کے دعوے سے دعویٰ نبوت تک وہ قدم بہ قدم آگے بڑھتے دکھائی دیتے ہیں۔ پہلے تمام انبیاء سے ہمسری کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہا کہ تمام انبیاء کے فضائل و کمالات ان کے اندر جمع کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

۱۔ ’’اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جائیں سو وہ میں ہوں۔‘‘(۳)

۲۔ پھر جوش میں آ کر وہ یہ حد بھی پھلانگ گئے اور اپنے آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت سے بھی آگے اور ان کی ذات سے بھی افضل قرار دیتے ہوئے یہ اعلان کیا:

’’اور مسیح کی طرح میرے پر بھی بہت حملے ہوئے مگر ہر ایک حملے میں دشمن ناکام رہے اور مجھے پھانسی دینے کے لیے منصوبہ کیا گیا مگر میں مسیح کی طرح صلیب پر نہیں چڑھا بلکہ ایک بلا کے وقت میرے خدا نے مجھے بچایا اور میرے

(۱) غلام احمد قادیانی، تحفہ گولڑویہ: ۱۹۵، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۷: ۲۹۵

(۲) ۱۔ غلام احمد قادیانی، حقیقت الوحی: ۲۹
۲۔ غلام احمد قادیانی، روحانی خزائن، ۲۲: ۳۱

(۳) غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ، ۵: ۹۰

لیے اس سے بڑے بڑے معجزات دکھلائے اور بڑے بڑے قوی ہاتھ دکھائے...... اور میں عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادہ نہیں دیکھتا۔ یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کیے جاتے ہیں۔ میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ ان سے زیادہ۔“(۱)

۳۔ ”اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا ہے تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔“(۲)

۴۔ آگے ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔“(۳)

۵۔ اسی دعویٰ کو ایک اور مقام پر شاعرانہ تعلّی سے کام لیتے ہوئے یوں بیان کرتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ
اس سے بہتر غلام احمد ہے(۴)

(۱) غلام احمد قادیانی، چشمہ مسیحی: ۱۵، مطبوعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، لاہور

(۲) غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی: ۱۴۹، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۱۵۳، ۱۵۴

(۳) غلام احمد قادیانی، حقیقت الوحی: ۱۴۸، مطبوعہ قادیان، مئی ۱۹۰۷ء

(۴) غلام احمد قادیانی، دافع البلاء: ۴۳

www.MinhajBooks.com

ساتواں مرحلہ: صریح دعویٰ نبوت

مرزا صاحب کا نبوت کے حوالے سے یہ طریق کار رہا کہ وہ نبوت اور نبی کا لفظ صاف زبان پر لائے بغیر نبوت کی صفات اور خصائص کو زیر بحث لاتے اور ان کو اپنی ذات پر چسپاں کر دیتے جس کا نتیجہ لامحالہ یہی نکلنا تھا کہ ایک دن سب تحفظات بالائے طاق رکھتے ہوئے صریحاً دعویٰ نبوت کر دیتے سو یہی ہوا، ۱۹۰۱ء میں ایک رسالہ۔ غلطی کا ازالہ۔ لکھ کر اپنے سابقہ دعووں کی تردید کرتے ہوئے صریح نبوت کا اعلان کر دیا۔

مرزا صاحب خود تحریر کرتے ہیں:

۱۔ میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔''(۱)

وہ لکھتے ہیں:

۲۔ ''اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔''(۲)

۳۔ ''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے لقب سے پکارا ہے۔''(۳)

---

(۱) ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ۱۸: ۲۱۱

(۲) غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی: ۱۴۹، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۱۵۳، ۱۵۴

(۳) غلام احمد قادیانی، تتمہ حقیقۃ الوحی: ۶۸ مطبوعہ ربوہ ۱۹۵۰ء

۴۔ ”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔“(۱)

۵۔ ”تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک طاعون دنیا میں رہے گا، گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے...... سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“(۲)

۶۔ ”(ایک انگریز اور لیڈی جو شکاگو سے قادیان آئے) ان کے اس سوال پر کہ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے، اس کی سچائی کے دلائل کیا ہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا میں کوئی نیا نبی نہیں۔ مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آ چکے ہیں ...... جن دلائل سے کوئی سچا نبی مانا جاسکتا ہے۔ وہی دلائل میرے صادق ہونے کے ہیں۔ میں بھی منہاج نبوت پر آیا ہوں۔“(۳)

۷۔ ”میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں، جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو۔“(۴)

۸۔ ”غور کا مقام ہے کہ ہم موسیٰ کو تو صرف اس لیے نبی کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

---

(۱) غلام احمد قادیانی، تتمہ حقیقۃ الوحی: ۶۸، روحانی خزائن، ۲۲: ۵۰۳

(۲) غلام احمد قادیانی، دافع البلاء: ۱۰، ۱۱، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۸: ۲۳۲

(۳) ۱۔ اخبار ”الحکم“ قادیان، مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء
۲۔ ملفوظات، ۱۰: ۲۱۷، منقول از اخبار ”الفضل“ قادیان، جلد ۲۲، نمبر ۸۵، مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء

(۴) اخبار ”الفضل“ قادیان، جلد ۱۸، نمبر ۷، ص ۷، مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۰ء

اپنے کلام میں اس کو نبی کہا ہے۔ عیسیٰ کو نبی اللہ صرف اس لیے جانیں کہ قرآن کریم میں اس کی نسبت نبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ مگر جب مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کا سوال آوے تو ہم اصول کو چھوڑ کر لفظی تاویلات میں پڑ جائیں۔ موسیٰ اور عیسیٰ کی نبوت کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام نے ان کو بطور نبی کے پیش کیا ہے پس جب اسی خدا کے کلام (یعنی مرزا صاحب کی وحی) میں مسیح موعود کو کئی دفعہ نبی کے نام سے پکارا گیا ہے تو ہم کون ہیں کہ اس کی نبوت کا انکار کریں۔‘‘(۱)

۹۔ ’’اگر کوئی شخص مخلی بالطبع ہو کر اس بات پر غور کرے گا ...... روز روشن کی طرح اس پر ظاہر ہو جائے گا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے۔ آنحضرت ﷺ نبی رکھیں، کرشن نبی رکھے، زرتشت نبی رکھے، دانیال نبی رکھے اور ہزاروں سالوں سے اس کے آنے کی خبریں دی جا رہی ہوں، لیکن باوجود ان سب شہادتوں کے وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی ہی رہے۔‘‘(۲)

مرزا بشیر احمد اپنے والد کے دعویٰ نبوت کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

۱۰۔ اور مسیح موعود نے ابھی اپنی کتابوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ ’’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔‘‘ (دیکھو: ’’بدر‘‘ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)(۳)

آٹھواں مرحلہ: ظلّی نبوت کا دعویٰ

خاتم النبیین کی معنوی تحریف اور تاویل کرتے ہوئے مرزا صاحب نے اپنے

(۱) بشیر احمد قادیانی، کلمۃ الفصل، مندرجہ رسالہ ’’ریویو آف ریلیجز‘‘ قادیان ص: ۱۱۴، نمبر: ۳، ج: ۱۴

(۲) میاں محمود احمد، خلیفہ قادیان، حقیقۃ النبوۃ: ۱۹۸

(۳) مرزا بشیر احمد، کلمۃ الفصل، مندرجہ رسالہ ’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ قادیان، ص: ۱۱۰، نمبر: ۳، ج: ۱۴

دعویٰ نبوت کو قابل قبول بنانے کے لیے ظلّی نبوت کا شوشہ چھوڑا اور نیا پینترا بدلتے ہوئے یہ دعویٰ کر ڈالا۔

۱۔ ’’ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کمالات معتدیہ کے اظہار و اثبات کے لیے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے، سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔ تاکہ میں آنحضرت ﷺ کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔‘‘(۱)

۲۔ ’’اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا ہوں۔ اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طور خاتم النّبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔‘‘(۲)

۳۔ ’’پس مسیح موعود کا منکر کافر تو ضرور ہوا مگر ہاں اس پر کفر کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے نہیں لگایا جائے گا بلکہ خود دربار محمدی سے یہ فرمان جاری ہوگا کیونکہ مسیح موعود اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ محمد رسول اللہ کا کامل ظل ہونے کی وجہ سے قائم ہے۔‘‘(۳)

۴۔ ’’پس اس لیے امت محمدیہ میں صرف ایک شخص نے نبوت کا درجہ پایا اور باقیوں

(۱) غلام احمد قادیانی، چشمہ معرفت: ۳۲۴، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۳: ۳۴۰
(۲) غلام احمد قادیانی، ایک غلطی کا ازالہ: ۹
(۳) مرزا بشیر احمد، کلمۃ الفصل، مندرجہ رسالہ ’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ قادیان، ص۱۵۷، نمبر ۳، ج ۱۴

کو یہ رتبہ نصیب نہیں ہوا کیونکہ ہر ایک کا کام نہیں کہ اتنی ترقی کر سکے۔ بے شک اس امت میں بہت سارے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے حکم کے ماتحت انبیائے بنی اسرائیل کے ہم پلہ تھے لیکن ان میں سوائے مسیح موعود کے کسی نے بھی نبی کریم کی اتباع کا اتنا نمونہ نہیں دکھایا کہ نبی کریم کا کامل ظل کہلا سکے۔ اس لیے نبی کہلانے کے لیے صرف مسیح موعود مخصوص کیا گیا۔‘‘(۱)

ظل کا معنی

ظل کا معنی سایہ ہے۔ نبوت کی اس قسم سے مرزا غلام احمد قادیانی کی مراد یہ تھی کہ کوئی حقیقی نبی تو نہیں آ سکتا مگر فیضانِ نبوت سے فریضہ نبوت پر فائز ہوسکتا ہے اور کہا کہ (معاذ اللہ) باقی نبی تو صرف نبی تھے اور ہمارے نبی ﷺ نبی گر ہیں۔ اس بات سے سادہ لوح مسلمان کو خوش کرنا مقصود تھا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ اتنی بڑی شان کے مالک ہیں کہ فیضان نبوت سے امتیوں کو بھی نبوت کے درجے پر فائز کر دیتے ہیں۔ یہ وہ بھیانک دجل وفریب اور تلبیسِ ابلیس ہے جس کے ذریعے مرزا صاحب نے مسلمانوں کو شکار کرنے اور دھوکہ دینے کی کوشش کی۔

نواں مرحلہ: بروزی نبوت کا دعویٰ

ظلی نبوت کے بعد بروزی نبوت کا تانا بانا بھی اسی لیے بنا گیا کہ اس آڑ میں اپنی خودساختہ نبوت کا جواز فراہم کیا جا سکے۔

۱۔ ’’ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیہ میں ایک پیش گوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت ﷺ کا وجود ہے، کسی میں یہ طاقت نہیں کہ جو کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب

(۱) مرزا بشیر احمد، کلمۃ الفصل، مندرجہ رسالہ ’’ریویو آف ریلیجز‘‘ قادیان، ص ۱۱۶، نمبر ۳، ج ۱۴

پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں، اس لیے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لیے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہوگیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمے سے پانی لینے کے لیے باقی نہیں۔‘‘(۱)

۲۔ ’’غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہدہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ۔‘‘(۲)

۳۔ ’’مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بنایا گیا ہے اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اور رسول رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں بلکہ محمد ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد ﷺ کی چیز محمد ﷺ کے پاس ہی رہی۔‘‘(۳)

۴۔ ’’مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت ’’خاتم النبیین‘‘ تھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین

(۱) غلام احمد قادیانی، ایک غلطی کا ازالہ: ۱۱، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۸ حاشیہ ص ۲۱۵

(۲) غلام احمد قادیانی، ایک غلطی کا ازالہ، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۸: ۲۱۴

(۳) غلام احمد قادیانی، ایک غلطی کا ازالہ: ۱۶، روحانی خزائن، ۱۸: ۲۱۶

احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہر حال محمد ﷺ ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینۂ ظلّیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔‘‘(۱)

۵۔ ’’اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا۔‘‘(۲)

بروز کا معنی

بروز کا معنی اخفاء سے ظاہر ہونا یا اخفاء سے ظہور میں آنا ہے۔ مرزا کے نزدیک اس کا مفہوم یہ تھا کہ (معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اتنی صدیاں گزر جانے کے بعد پردۂ اخفاء میں چلی گئی اور نبوت محمدی ﷺ کا ظہور اپنے فیوض واثرات سے عام نہ رہا۔ سو اللہ نے چاہا کہ نبوت محمدی ﷺ کو دوبارہ ظاہر کیا جائے، اس وجہ سے مرزا کا آنا گویا نبوتِ محمدی کا ظہور ثانی ہے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ مرزائی نبوت عینِ نبوتِ محمدی ہے۔ (معاذ اللہ)

(۱) غلام احمد قادیانی، ایک غلطی کا ازالہ، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۸: ۲۱۲

(۲) غلام احمد قادیانی، نزول المسیح،: ۳، حاشیہ، مندرجہ، روحانی خزائن، ۱۸: ۳۸۱

دسواں مرحلہ: حقیقی و تشریعی نبوت کا دعویٰ

مرزا صاحب نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور اور صاحب شریعت نبی کا دعویٰ کرنے کی غرض سے صاحب شریعت نبی کی تعریف میں چند تبدیلیاں کر دیں۔ درج ذیل اقتباسات مرزا صاحب کے حقیقی اور تشریعی نبوت کے دعویٰ کا ثبوت فراہم کرتے ہیں:

۱۔ ”یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امرو نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا...... میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَهُمْ۔ یہ ”براہین احمدیہ“ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰی (۱) یعنی قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔“(۲)

۲۔ ”چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ...... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدارِ نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔“(۳)

---

(۱) الأعلیٰ: ۱۹۔ ۲۰

(۲) غلام احمد قادیانی، أربعین“ نمبر ۴، ص: ۷، ۸۳، مندرجه روحانی خزائن، ۱۷: ۴۳۵، ۴۳۶

(۳) غلام احمد قادیانی، حاشیه اربعین“ نمبر: ۴، ص: ۷، ۸۳، مندرجه روحانی خزائن، ۱۷: ۴۳۵، حاشیه

۳۔ مرزا صاحب کے نزدیک ۱۹۰۰ء میں جہاد کا حکم منسوخ کیا گیا جو ایک تشریعی امر ہے۔ یہ حکم اربعین میں اس طرح درج ہے:

''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔''(۱)

۴۔ ''آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم کی نافرمانی کرتا ہے، جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔''(۲)

۵۔ مرزا صاحب برطانوی حکومت کی حمایت میں انکار جہاد کے باب میں مزید لکھتے ہیں:

''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہو جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔''(۳)

---

(۱) غلام احمد قادیانی، اربعین'' نمبر ۴، ص: ۱۵، حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن ۱۷: ۴۴۳، حاشیہ

(۲) ۱۔ تبلیغ رسالت، ۹: ۴۷

۲۔ مجموعہ اشتہارات، ۳: ۲۹۵

(۳) غلام احمد قادیانی، مجموعہ اشتہارات، ۳: ۱۹

۶۔ ”دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔“(۱)

۷۔ مرزا صاحب نزول جبریل کا بھی اعلان کرتے ہیں جو تشریعی نبوت کے دعویٰ کو ثابت کرتا ہے:

وقالوا انی لك هذا قل هو الله عجيب جاايل واختار و دار اصبعه واشار ان وعد الله اتی فطوبی لمن وجد رأی الامراض تساع والنفوس تضاع۔

مرزا صاحب نے اس کا اردو ترجمہ یوں لکھا ہے:

”اور کہیں گے تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا کہ خدا ذو العجائب ہے میرے پاس آئیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے کئی طرح کی بیماریاں پھیلائی جائیں گی اور کئی آفتوں سے جانوں کا نقصان ہوگا۔“(۲)

حاشیے پر مرزا صاحب نے آئیل کا ترجمہ جبرائیل بتایا ہے، جبرائیل کا نزول نبوت کی تکمیل کی علامت ہے اور یوں مرزا صاحب ایک کامل نبی بن بیٹھے۔

مرزا صاحب کے پیروکار بھی انہیں حقیقی نبی تصور کرتے تھے جیسا کہ درج ذیل بیانات سے واضح ہے:

۸ ”درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ جہاد اور گورنمنٹ انگریزی: ۴
۲۔ الخطب الالهاميه: ۲۹

(۲) غلام احمد قادیانی، حقيقة الوحی: ۱۰۳، مندرجہ روحانی خزائن، ۲۲: ۱۰۶

قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنوں کی رو سے نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو، تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔‘‘(۱)

۹۔ ’’پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا) صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔‘‘(۲)

۱۰۔ ’’غرضیکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا اور وہی نبی تھا جس کو نبی کریم ﷺ نے نبی اللہ کے نام سے پکارا اور وہی نبی تھا جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں یا ایھا النبی کے الفاظ سے مخاطب کیا۔‘‘(۳)

۱۱۔ ’’میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود کے زمانے کا احمدی ہوں اور میں نے ۱۸۹۹ء میں بیعت کی تھی۔ میں ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کا نبی اور رسول یقین کیا کرتا تھا جن معنوں میں رسول کریم ﷺ نے آپ کا نام اپنی پیش گوئی میں نبی اللہ رکھا ہے اور میں اس دعویٰ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یقین رکھتا ہوں۔ میرے سامنے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب آپس میں بحث کر رہے تھے تو دوران مباحثہ میں آوازیں بلند گئیں اور اونچا اونچا بولنا شروع ہوگیا تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب تو بالکل خاموش ہوگئے اور مولوی محمد احسن صاحب کچھ آہستہ

www.MinhajBooks.com

(۱) میاں محمود احمد خلیفہ قادیان، القول الفصل: ۱۲

(۲) میاں محمود احمد، خلیفہ قادیان، حقیقۃ النبوۃ: ۱۷۴

(۳) صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی، کلمۃ الفصل، مندرجہ رسالہ ’’ریویو آف ریلیجنز‘ قادیان، ص ۱۱۴، نمبر ۳، جلد ۱۴

آہستہ بولتے رہے۔‘‘(۱)

۱۲۔ ’’سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) کی زبان مبارک سے بارہا براہ راست اپنے کانوں سنا۔ حضور کی موجودگی میں حضور کو نبی اللہ اور خدا کا رسول کے نام سے ذکر کیا گیا۔ ذکر کرنے والوں میں سے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب خصوصیت سے پیش پیش تھے اور بعض احباب کے استفسار پر حضور نے مہر تصدیق بھی ثبت فرمائی۔(۲)

۱۳۔ ’’میں حلفی بیان دیتا ہوں کہ خدا ایک اور محمد رسول اللہ اس کے سچے نبی خاتم النبیین ہیں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب اسی طرح نبی اللہ ہیں جس طرح دوسرے ایک لاکھ ۲۴ ہزار نبی اللہ تھے۔ ذرہ فرق نہیں۔ فقط۔‘‘(۳)

مرزا صاحب نے اپنے منکرین کو کافر اور مرتد کہا

۱۴۔ مرزا صاحب اپنے منکرین کو کافر اور مرتد قرار دیتے ہیں جبکہ ان کے نزدیک صاحب شریعت نبی کا انکار ہی کفر و ارتداد کا باعث ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود کو صاحب شریعت نبی سمجھتے تھے۔

> ’’یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو

---

(۱) حافظ محمد ابراہیم قادیانی کا حلفیہ بیان، مندرجہ رسالہ ’’فرقان‘‘ قادیان، ص: ۱۰، جلد ۱، نمبر ۱۰، بابت اکتوبر ۱۹۴۲ء)

(۲) عبدالرحمان قادیانی کی شہادت، مندرجہ رسالہ ’’فرقان‘‘ قادیان، ص ۱۶، جلد ۱، نمبر ۱۰، بابت اکتوبر ۱۹۴۲ء

(۳) بابو غلام محمد قادیان، ریٹائرڈ فورمین لاہور کی حلفیہ شہادت، مندرجہ رسالہ ’’فرقان‘‘ ص: ۱۲، قادیان، جلد: ۱، نمبر: ۱۰، بابت ماہ اکتوبر ۱۹۴۲ء

وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔“(۱)

مرزا صاحب کے نزدیک نزول مسیح کا منکر کافر نہیں، وہ لکھتے ہیں:

”اول تو جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزیا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔“(۲)

مرزا صاحب کی مندرجہ بالا عبارات سے متحقق ہو گیا کہ ان کے نزدیک نزول مسیح کا منکر کافر نہیں بلکہ صاحب شریعت نبی کا منکر ہی کافر ہے۔

اب ہم ذیل میں مرزا صاحب کی وہ عبارات نقل کرتے ہیں جن میں انہوں نے اپنے منکرین کو کافر اور مرتد کہا ہے۔

۱۔ ”علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے...... اب جو شخص خدا اور رسول کے احکام کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدائے تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہوسکتا ہے۔“(۳)

۲۔ ”کفر دو قسم پر ہے ایک کفر یہ ہے کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا دوسرا یہ کفر کہ وہ مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر

(۱) غلام احمد قادیانی، تریاق القلوب، حاشیہ: ۲۵۸، ۲۵۹؛ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء (مطبوعہ قادیان)

(۲) غلام احمد قادیانی، ازالۂ اوہام: ۵۵ مطبوعہ گرویہ ۱۳۰۸ھ

(۳) غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ۲۲: ۱۶۸

غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔‘‘(۱)

۳۔ مرزا صاحب اپنی مزعومہ دعوت کے منکرین کو صریح الفاظ میں کافر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔‘‘(۲)

۴۔ مرزا بشیر احمد قادیانی اپنے والد کے نظریات وخیالات کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

’’ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘(۳)

۵۔ مرزا بشیر احمد اپنی اسی کتاب میں مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو۔‘‘(۴)

---

(۱) غلام احمد قادیانی، حقیقه الوحی: ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸ نومبر ۱۹۵۰، مطبوعه ربوہ، مندرجه روحانی خزائن ۲۲: ۱۶۸

(۲) تذکرہ، مجموعه الهامات: ۶۰۰

(۳) مرزا بشیر احمد قادیانی، کلمة الفصل، مندرجه ’’رساله ریویو آف ریلیجنز‘‘ ۱۱۰، نمبر ۳، جلد ۱۴

(۴) مرزا بشیر احمد قادیانی، کلمة الفصل، مندرجه ’’رساله ریویو آف

۶۔ مرزا صاحب کے دوسرے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود انکارِ مرزا کو کفر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ دائرہ اسلام خارج ہیں۔''(۱)

۷۔ مرزا صاحب ایک مرید خاص میاں عبدالحکیم خان بوجوہ علیحدہ ہو گئے تو مرزا صاحب نے ان کے مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کر دیا۔ مرزا صاحب ایمان بالرسالت اور اطاعت رسول ﷺ کی ناگزیریت سے متعلق آیات کا اطلاق اپنی ذات پر کرتے ہیں اور آخر پر لکھتے ہیں:

''اب کہاں ہے میاں عبدالحکیم خان مرتد جو میری اس تحریر سے مجھ سے برگشتہ ہو گیا۔ چاہیے کہ آنکھیں کھول کر دیکھے کہ کس طرح خدا نے اپنی ذات پر ایمان لانا رسولوں ایمان لانے سے وابستہ کیا ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ انسان میں توحید قبول کرنے کی استعداد اس آگ کی طرح رکھی گئی ہے جو پتھر میں مخفی ہوتی ہے اور رسول کا وجود چقماق کی طرح ہے جو اس پتھر پر ضرب لگا کر اس آگ کو باہر نکالتا ہے پس ہرگز ممکن نہیں کہ بغیر رسول کی چقماق کے توحید کی آگ کسی دل میں پیدا ہو سکے توحید کو صرف رسول زمین پر لاتا ہے اور اسی کی معرفت یہ حاصل ہوتی ہے خدا مخفی ہے اور وہ اپنا چہرہ رسول کے ذریعہ دکھلاتا ہے۔''(۲)

۸۔ مرزا صاحب نے اولاً اس بات کا اقرار کیا ہے کہ صاحبِ شریعت نبی کا انکار ہی کفر ہے اور ساتھ اس بات کا بھی اقرار کیا کہ نزول مسیح کے عقیدے کا منکر کافر نہیں۔ اب

------ ریلیجنز'' ۱۱۰، نمبر ۳، جلد ۱۴

(۱) مرزا بشیر الدین، آئینہ صداقت: ۳۵

(۲) غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی: ۱۱۶-۱۲۸، مطبوعہ قادیان، ۱۸ نومبر ۱۹۵۰

ان کا اپنے منکرین کو کافر، مرتد، جہنمی اور اللہ و رسول کا نافرمان کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خود کو صاحبِ شریعت نبی گردانتے ہیں جیسا کہ اس سے پہلے امر و نہی کے کے نزول کا دعویٰ کر کے بھی اپنے صاحب شریعت نبی ہونے کا اعلان کر چکے ہیں۔ مگر جب ان کے دعویٰ نبوت پر کسی نے گرفت کی تو انہوں نے نے اپنا دامن بچانے کے لیے اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے مسیح موعود کے لفظ کا سہارا لیا۔

مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کی مندرجہ بالا عبارات سے واضح ہوتا کہ وہ حقیقی وتشریعی نبوت کے مدعی تھے۔ اور ان کے متبعین بھی ان کو حقیقی وتشریعی نبی مانتے ہیں۔

گیارھواں مرحلہ: عینِ محمد ﷺ ہونے کا دعویٰ

اپنی مزعومہ نبوت کو بنیاد فراہم کرنے کے لیے مرزا صاحب نے خود عین محمد ہونے کا دعویٰ کر دیا جیسا کہ ان کی اس تحریر سے ظاہر ہے:

۱۔ ”ادھر بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اور شروع ہی میں اس کو خدا اور خدا کے رسول پاک کا نام سنایا جاتا ہے۔ بعینہ یہ بات میرے ساتھ ہوئی میں ابھی احمدیت میں بطور بچہ ہی کے تھا جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ ”مسیح موعود محمد است و عین محمد است۔“(۱)

۲۔ ”مسیح موعود (مرزا صاحب) اور نبی کریم ﷺ میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی حتیٰ کہ ان دونوں کا وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد کو اتارا۔“(۲)

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ اخبار ”الفضل“ قادیان، مورخہ ۱۷، اگست ۱۹۱۵ء
۲۔ خطبہ الہامیہ: ۱۷۱

(۲) ”کلمۃ الفصل“ مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی، مندرجہ رسالہ ”ریویو آف ریلیجز“ ص ۱۰۴، نمبر ۳، جلد ۱۴

۳۔ ’’اور آپ (مرزا صاحب) کو چونکہ حضور ﷺ کا بروزی وجود عطا کیا گیا تھا اس لیے آپ عینِ محمد ﷺ تھے۔‘‘(۱)

۴۔ ’’تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔‘‘(۲)

۵۔ ’’اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیہ واٰخرین منھم سے ظاہر ہے کہ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعتِ اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔‘‘(۳)

۶۔ ’’اس رؤیت اور معرفت سے مراد وہ مرتبہ رویئت و معرفت ہے جس کی نسبت حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے کہ من فرق بینی و بین المصطفی ما عرفنی و مارانی یعنی جس نے میرے اور حضرت محمد مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا اور دونوں کو الگ الگ سمجھا اس نے نہ مجھے شناخت کیا اور پہچانا اور نہ ہی دیکھا اور سمجھا۔ پس حضور کے اس ارشاد کے مطابق حضور کا دیکھنا اور پہچاننا ان ہی معنوں میں ہے کہ حضور (مرزا صاحب) کو محمد مصطفیٰ ہی یقین کیا جائے۔‘‘(۴)

۷۔ ’’الغرض مسیح موعود کی تحریروں سے یہ بات پختہ طور سے ثابت ہو رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود یقیناً محمد تھے اور آپ کو چونکہ آنحضرت صلعم کا بروزی وجود عطا کیا گیا تھا اس لیے آپ عین محمد تھے اور آپ میں جمیع کمالات محمد یہ کامل طور پر منعکس تھے۔ پس اس

(۱) الفضل، ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵

(۲) مرزا بشیر احمد قادیانی، کلمۃ الفصل مندرجہ رسالہ ’’ریویو آف ریلیجز‘‘ ص: ۱۰۵، نمبر: ۳، جلد: ۱۴

(۳) مرزا بشیر احمد قادیانی، کلمۃ الفصل، مندرجہ ’’رسالہ ریویو آف ریلیجز‘‘ ص ۱۵۸، نمبر ۳، جلد ۱۴

(۴) اخبار ’’الفضل‘‘ قادیان، جلد ۲، نمبر ۱۵۶، ص ۷، مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۵ء

لیے آپ کے عین محمد ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں اور ایسا ہونا قدیم سے مقدر تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ایک بروز محمد جمیع کمالات محمدی کے ساتھ مبعوث ہوگا۔‘‘(۱)

بارھواں مرحلہ: حضور نبی اکرم ﷺ پر فضیلت کا دعویٰ

۱۔ مرزا صاحب کے بارے میں قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے:

’’یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔‘‘(۲)

۲۔ مرزا صاحب کا ایک پیروکار لکھتا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں(۳)

۳۔ مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد اس ضمن میں لکھتے ہیں:

’’کیونکہ خطبہ الہامیہ میں مسیح موعود علیہ السّلام فرما چکے ہیں: ’’اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے اخیر میں مبعوث ہوئے...... پس جس نے ان سے انکار کیا۔ اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ

(۱) اخبار ’’الفضل‘‘ قادیان، ج ۳، نمبر ۳۷، مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء

(۲) اخبار الفضل، ۱۹۲۲۔۷۔۱۷

(۳) از قاضی محمد ظہور الدین اکمل قادیانی، منقول از اخبار ’’پیغام صلح‘‘ مورخہ ۱۴ مارچ، ۱۹۱۶ء، اخبار ’’بدر‘‘ قادیان، نمبر ۴۳، ج ۲، ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء، ص ۴

آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے اخیر میں یعنی ان دونوں میں بہ نسبت ان سالوں کی اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔‘‘(۱)

۴۔ ’’اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو۔‘‘(۲)

تیرھواں مرحلہ: اپنی نسبت آخری نبی ہونے کا دعویٰ

آخر میں مرزا صاحب نے نبوت میں اپنی خاتمیت کا اعلان کر دیا۔ اس دعویٰ کے حوالے سے ان کی درج ذیل تحریریں قابل ذکر ہیں:

۱۔ ’’پس اس وجہ سے (اس امت میں) نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہوجائے۔‘‘(۳)

۲۔ ’’ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔‘‘(۴)

۳۔ ’’آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے

---

(۱) اخبار ’’فاروق‘‘ قادیان، ج ۲۱، نمبر ۲۶۔۲۷، مورخہ ۱۴۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۶

(۲) مرزا بشیر احمد قادیانی، کلمۃ الفصل، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز، ۱۴: ۱۱۰، نمبر ۳

(۳) غلام احمد قادیانی، حقیقت الوحی، ۳۹۱، روحانی خزائن، ۲۲: ۴۰۶، ۴۰۶

(۴) غلام احمد قادیانی، کشتی نوح: ۵۶، مندرجہ روحانی خزائن، ۱۹: ۶۱، حاشیہ

انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔‘‘(۱)

مرزا غلام احمد قادیانی جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں اپنے موقف کی تائید میں مختلف ادوار میں مختلف پینترے بدلتے رہے اور ان میں تضاد اس انتہائی درجے کو پہنچ گیا کہ خود ان کے متبعین بھی کسی ایک موقف کا تعین نہ کرسکے جس کے نتیجے میں وہ دو گروہوں میں بٹ گئے۔ آج کم و بیش ایک صدی گزرنے کو ہے مگر مرزا صاحب کے پیروکار یہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ مرزا صاحب کے کس دعوے کو تسلیم کیا جائے؟ آیا انہیں مجدد مانا جائے یا ان کے دعویٰ نبوت پر آمنا و صدقنا کہا جائے۔ ان کی ابتدائی کتب کو سامنے رکھیں جس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اس عقیدے کو دیکھیں تو ایک سچا مسلمان یہ سوچنے لگتا ہے کہ ہمارے علماء نے ہمیں خواہ مخواہ مرزا صاحب کے بارے میں چکر میں ڈال رکھا ہے۔ وہ غریب تو دعویٰ نبوت سے انکار کر رہا ہے۔ لیکن اس کے آخری عمر کے کیے جانے والے دعویٰ کو دیکھا جائے تو ان سے اس کا اپنا سابقہ عقیدہ اور ایک ایک دعویٰ باطل ہوتا نظر آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ نفس و شیطان کے دھوکے میں آچکے تھے اور ہر دن نئی تاویلوں سے نئے سے نئے دعوے کرتے رہے حتی کہ حضور ختمی مرتبت نبی اکرم کی شان ختم نبوت کو بھی اس ظالم نے اپنے غلیظ پاؤں میں روند ڈالا۔

مرزا صاحب کے کلام میں تضاد اور تناقض کا نتیجہ

گزشتہ صفحات میں مندرج مرزا صاحب کے کلام کا جائزہ لینے کے بعد عقلِ سلیم رکھنے والا ایک عام شخص بھی اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ان کا کلام تناقضات اور تضادات کا مجموعہ ہے۔ کیا کسی صاحبِ عقل وخرد کے کلام میں اس درجہ کا تناقض پایا جا سکتا ہے؟ اس کا فیصلہ مرزا صاحب کے اپنے قلم سے لیتے ہیں: وہ لکھتے ہیں:

۱۔ ’’کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔

(۱) تشحیذ الاذہان، قادیان، نمبر: ۸، جلد: ۱۲، ص: ۱۱، ماہ اگست ۱۹۱۷ء

ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو۔ اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔‘‘(۱)

۲۔ ’’ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔‘‘(۲)

۳۔ ’’اس شخص کی حالت ایک مخبّط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔‘‘(۳)

۴۔ ’’جھوٹے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔‘‘(۴)

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضور نبی اکرم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ختمِ نبوت کا انکار کیا۔ آپ ﷺ کے بعد نزولِ وحی کو جائز قرار دیا۔ مسیح موعود اور نبی اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور بالآخر عین محمد ﷺ اور خاتم الانبیاء ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا، اپنے منکر کو اللہ اور رسول کا منکر کہا اور جمیع اہلِ اسلام کو کافر اور مرتد قرار دیا، جبکہ قرآن وسنت کے دلائل سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظلی و بروزی ہو یا مجازی و غیر تشریعی یا حقیقی وتشریعی وغیرہ نہیں آ سکتا۔ ختمِ نبوت کا تاج قیامت تک صرف سیدنا ومولانا محمد مصطفی ﷺ کے سر پر رہے گا۔ جو کوئی حضور نبی اکرم ﷺ کی ختمِ نبوت کا انکار کرے، خود دعویٰ نبوت کرے یا کسی جھوٹے مدعی نبوت پر ایمان لائے وہ کافر اور مرتد اور جہنمی ہے۔ یہ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کوئی اس عقیدہ سے سرِ مُو

(۱) غلام احمد قادیانی، ست بچن: ۳۰، روحانی خزائن، ۱۰: ۱۴۲،

(۲) غلام احمد قادیانی، ست بچن: ۳۱، روحانی خزائن، ۱۰: ۱۴۳

(۳) غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی: ۱۸۴، روحانی خزائن، ۲۲: ۱۹۱

(۴) غلام احمد قادیانی، ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص: ۱۱۲، روحانی خزائن، ۲۱: ۲۷۵

انحراف نہیں کر سکتا۔ مرزا صاحب اور ان کے پیروکاروں نے قرآن و سنت سے ثابت شدہ، اُمت کے متفق علیہ اور اِجماعی عقیدہ سے انحراف کیا۔ سو وہ کافر، مرتد اور ملحد قرار پائے۔

www.MinhajBooks.com